HELP/22/23

اقبال

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

در جوانی حاصل عمرم بباد ای گذشت + انچه باقی مانده بود در پریشانی گذشت

یا خدایا تخم نیکی من نکشتم در جهان + نوبت پیری رسید و وقت دهقانی گذشت

از میر محمد عرفی

روز و شب در فکر روز و شب گذشت + همچو شمع زندگی در تب گذشت

در کلان سالی غم نان میخوریم + خوردسالی در غم مکتب گذشت

بدر های حیات دو روز نبود بیش + آن هم کلیم! با تو بگویم چسان گذشت

یک روز صرف بستن دل شد بآن و این + روز دگر بکندن دل زین و آن گذشت

نظم علی بیگ —

اگه نیم که عمر گرامی چسان گذشت + خوابم ربوده بود که این کاروان گذشت

در غم و هم حیف اوقات حیات ما گذشت + روز در فکر شب و شب در غم فردا گذشت

غافلان را نیز در فریاد پی در پی جرس + جای ما دن غنیمت که باید از صحرا گذشت

فانی: وقت گلم تمام به آه و فغان گذشت + چون بلبل در خزان بهارم چنان گذشت

اسلام بیگ سپاهی: همچو شاگرد ... باز ... عمر من + روز و شب از جهل در مشق سیه کاری گذشت

طوزا: همچو نرگس مدت عمرم به بیماری گذشت + روزگارم همچو گل در سینه افگاری گذشت

گو کیم، عمرم به بیتابی و بیخوابی گذشت + شب به بیخوابی و روزم به بیتابی گذشت

از ابن دارا

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust.

افضل تذکرہ داستان ... شیخ ابو ... سہیلی

بروز غم کسے جز سایۂ من نیست یار من + ولی آن ہم ندارد طاقت شبہای تار من — تحسین زند

سایہ ہم در شب تاریک جدا می ماند + روز چون تیرہ شود کس نکند ہمراہی

بسوی سایۂ خود چون ردم در وادئ تنہائی + گریزان شد و ازمن کہ سوی من چہ می آئی — فہم حسن ...

ص ۲۱۵ تذکرہ چراغ الخیال — میرزا محمد بیگ حقیقی

ز بخت تیرۂ خود ہر کجا کہ بگریزم + سیاہ بختیم آید چو سایہ در دنبال —

ص ۲۲۷ الکنز — ادہم کاشی

کسی را نہ بینم روز غم جز سایہ در پہلوی خود + آنہم چو بینم سوی او گرداند از من روی خود

صائب

رسید عشق بپا بوس عرش و برگردید + ہنوز عقل گرانجان بضیق ... ہے

اقبال بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق + عقل ہے محو تماشای لب بام ابھی

اردو کا ایک مشہور شعر:

کبھی کو باغ میں جانے نہ دیجیو + کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

ہو مضمون فارسی شعر کا ہے

ز رفاقت گل نتوان فروغ شمع را دید + چو بشنید غبار جسم تو ز جان شود پیدا — وحید

(2)

(4)

صائب

جنت آسا سکندر ... کامیاب — بکوشش نیست روزی کس بقسمت دہ ... روزی مقدر ہست ... دامان ثمر گیرد

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مصنفہ:- سید محمد اسلم بار ایٹ لا

ناظم ہروی

دست از کرم بحذر شکستہ پائی مشوی

برگے در آب کشتی صد مور میشکند

[illegible] ایڈیشن [illegible] (ایڈیشن ۱۹۵۱)

اشاعت اول جنوری سنہ ۱۹۳۵ء

دس ہزار

(کاپی رائٹ)

تاج کمپنی لاہور

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

بال جبریل

اقبال

اُٹھ کہ خورشید کا سامانِ سفر تازہ کریں
نفسِ سوختۂ شام و سحر تازہ کریں

اقبال

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

پھول کی پتّی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر!
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱

میری نوائے شوق سے شور حریم ذات میں! غلغلہ ہائے الاماں بتکدۂ صفات میں!

حور و فرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں!

گرچہ ہے میری جستجو دیر و حرم کی نقشبند میری فغاں سے رستخیز کعبہ و سومنات میں!

گاہ مری نگاہِ تیز چیر گئی دلِ وجود گاہ الجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں!

تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں!

ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے؟
بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے؟
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے!

۲

اگر کج رو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا؟ مجھے فکر جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہے یا میرا؟

اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی خطا کس کی ہے یا رب! لامکاں تیرا ہے یا میرا؟

اسے صبح ازل انکار کی جرأت ہوئی کیونکر؟ مجھے معلوم کیا! وہ رازداں تیرا ہے یا میرا؟

محمد بھی ترا جبریل بھی قرآن بھی تیرا مگر یہ حرف شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟

اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن زوال آدم خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

۳

گیسوئے تابدار کو اور بھی تابدار کر — ہوش و خرد شکار کر، قلب و نظر شکار کر!

عشق بھی ہو حجاب میں، حسن بھی ہو حجاب میں! — یا تو خود آشکار ہو یا مجھے آشکار کر!

تو ہے محیط بیکراں، میں ہوں ذرا سی آبجو — یا مجھے ہمکنار کر یا مجھے بے کنار کر!

میں ہوں صدف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آبرو — میں ہوں خزف تو تو مجھے گوہر شاہوار کر!

نغمۂ نو بہار اگر میرے نصیب میں نہ ہو — اس دم نیم سوز کو طائرک بہار کر!

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں؟ — کار جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر!

روز حساب جب مرا پیش ہو دفتر عمل — آپ بھی شرمسار ہو مجھکو بھی شرمسار کر!

دلوں کو مرکز مہر و وفا کر — حریم کبریا سے آشنا کر

جسے نان جویں بخشی ہے تو نے — اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر!

۴

اثر کرے نہ کرے سن تو لے مری فریاد — نہیں ہے داد کا طالب یہ بندۂ آزاد!

یہ مشت خاک، یہ صرصر، یہ وسعت افلاک — کرم ہے یا کہ ستم تیری لذت ایجاد!

ٹھہر سکا نہ ہوائے چمن میں خیمۂ گل! — یہی ہے فصل بہاری؟ یہی ہے باد مراد؟

قصور وار غریب الدیار ہوں لیکن — ترا خرابہ فرشتے نہ کر سکے آباد!

مری جفا طلبی کو دعائیں دیتا ہے — وہ دشت سادہ وہ تیرا جہان بے بنیاد!

خطر پسند طبیعت کو ساز گار نہیں — وہ گلستاں کہ جہاں گھات میں نہ ہو صیاد!

مقام شوق ترے قدسیوں کے بس کا نہیں — انہی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیاد!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

جوانوں کو مری آہِ سحر دے   پھر اِن شاہیں بچوں کو بال و پر دے

خدایا آرزو میری یہی ہے   مرا نورِ بصیرت عام کر دے

۵

کیا عشق ایک زندگیٔ مستعار کا!   کیا عشق پائدار سے ناپائدار کا!

وہ عشق جس کی شمع بجھا دے اجل کی پھونک   اس میں مزہ نہیں تپش و انتظار کا!

میری بساط کیا ہے؟ تب و تابِ یک نفس!   شعلہ سے بے محل ہے الجھنا شرار کا!

کر پہلے مجھ کو زندگیٔ جاوداں عطا   پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بیقرار کا!

کانٹا وہ دے کہ جس کی کھٹک لازوال ہو   یا رب وہ درد جس کی کسک لازوال ہو!

۶

پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے!   جو مشکل اب ہے یا رب پھر وہی مشکل نہ بن جائے!

نہ کر دیں مجھ کو مجبورِ نوا فردوس میں حوریں   مرا سوزِ دروں پھر گرمیٔ محفل نہ بن جائے!

کبھی چھوڑی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو   کھٹک سی ہے جو سینے میں غمِ منزل نہ بن جائے!

بنایا عشق نے دریائے ناپیدا کراں مجھ کو   یہ میری خود نگہداری مرا ساحل نہ بن جائے!

کہیں اس عالمِ بے رنگ و بو میں بھی طلب میری   وہی افسانۂ دنبالۂ محمل نہ بن جائے!

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں   کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہِ کامل نہ بن جائے!

تری دنیا جہانِ مرغ و ماہی   مری دنیا فغانِ صبحگاہی!

تری دنیا میں میں محکوم و مجبور   مری دنیا میں تیری پادشاہی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

دگرگوں ہے جہاں تاروں کی گردش تیز ہے ساقی!
دلِ ہر ذرہ میں غوغائے رستاخیز ہے ساقی!

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خونریز ہے ساقی؟

وہی دیرینہ بیماری، وہی نامحکمی دل کی!
علاج اسکا وہی آبِ نشاط انگیز ہے ساقی!

حرم کے دل میں سوزِ آرزو پیدا نہیں ہوتا
کہ پیدائی تری اب تک حجاب آمیز ہے ساقی!

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گلِ ایراں وہی تبریز ہے ساقی!

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی!

فقیرِ راہ کو بخشے گئے اسرارِ سلطانی
بہا میری نوا کی دولتِ پرویز ہے ساقی!

کرم تیرا کہ بے جوہر نہیں میں
غلامِ طغرل و سنجر نہیں میں

جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

8

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام ای ساقی!
ہاتھ آجائے مجھے میرا مقام ای ساقی!

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے ترا فیض ہو عام ای ساقی!

مری مینائے غزل میں تھی ذرا سی باقی
شیخ کہتا ہے کہ ہے یہ بھی حرام ای ساقی!

شیر مردوں سے ہوا بیشۂ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام ای ساقی!

عشق کی تیغِ جگردار اڑا لی کس نے؟
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام ای ساقی!

سینہ روشن ہو تو ہے سوزِ سخن عینِ حیات
ہو نہ روشن، تو سخن مرگِ دوام ای ساقی!

تو مری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہِ تمام ای ساقی!

وہی اصلِ مکان و لامکاں ہے
مکاں کیا شے ہے؟ اندازِ بیاں ہے

خضر کیونکر بتائے کیا بتائے
اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

9

مٹا دیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو
پلا کے مجھ کو مئے لا الٰہ الا ھو!

نہ مے، نہ شعر، نہ ساقی، نہ شورِ چنگ و رباب!
سکوتِ کوہ و لبِ جوی و لالۂ خودرو!

گدائے میکدہ کی شانِ بے نیازی دیکھ
پہنچ کے چشمۂ حیواں پہ توڑتا ہے سبو!

مرا سبوچہ غنیمت ہے اس زمانے میں
کہ خانقاہ میں خالی ہیں صوفیوں کے کدو!

میں نو نیاز ہوں مجھ سے حجاب ہی اولیٰ
کہ دل سے بڑھ کے ہے میری نگاہ بے قابو!

اگرچہ بحر کی موجوں میں ہے مقام اسکا
صفائے پاکیِ طینت سے ہے گہر کا وضو

جمیل تر ہیں گل و لالہ فیض سے اسکے
نگاہِ شاعرِ رنگیں نوا میں ہے جادو!

کبھی آوارہ و بے خانماں عشق
کبھی شاہِ شہاں نوشیرواں عشق

کبھی میداں میں آتا ہے زرہ پوش
کبھی عریان و بے تیغ و سناں عشق

10

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی
مقامِ بندگی دیکر نہ لوں شانِ خداوندی!

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی، وہاں جینے کی پابندی!

حجاب اکسیر ہے آوارۂ کوئے محبت کو
میری آتش کو بھڑکاتی ہے تیری دیر پیوندی!

گذر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ و بیاباں میں
کہ شاہیں کے لیے ذلت ہے کارِ آشیاں بندی!

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آدابِ فرزندی؟

زیارت گاہِ اہلِ عزم و ہمت ہے لحد میری
کہ خاکِ راہ کو میں نے بتایا رازِ الوندی!

مری مشاطگی کی کیا ضرورت حسنِ معنی کو
کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنا بندی!

کبھی تنہائی کوہ و دمن عشق
کبھی سوز و سرور و انجمن عشق!

کبھی سرمایۂ محراب و منبر
کبھی مولا علی خیبر شکن عشق!

[illegible]

[illegible]

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

11

تجھے یاد کیا نہیں ہے مرے دل کا وہ زمانہ
وہ ادب گہِ محبت! وہ نگہ کا تازیانہ!

یہ بتانِ عصرِ حاضر کہ بنے ہیں مدرسے میں
نہ ادائے کافرانہ! نہ تراشِ آزرانہ!

نہیں اس کھلی فضا میں کوئی گوشۂ فراغت
یہ جہاں عجب جہاں ہے! نہ قفس نہ آشیانہ!

رگِ تاک منتظر ہے تری بارشِ کرم کی
کہ عجم کے میکدوں میں نہ رہی مئے مغانہ!

مرے ہم صفیر اسے بھی اثرِ بہار سمجھے!
انہیں کیا خبر کہ کیا ہے یہ نوائے عاشقانہ!

مرے خاک و خوں سے تو نے یہ جہاں کیا ہے پیدا
صلۂ شہید کیا ہے؟ تب و تابِ جاودانہ!

تری بندہ پروری سے مرے دن گذر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں کا نہ شکایتِ زمانہ!

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لا یحزنوں کر

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر!

12

ضمیرِ لالہ مئے لعل سے ہوا لبریز
اشارہ پاتے ہی صوفی نے توڑ دی پرہیز!

بچھائی ہے جو کہیں عشق نے بساط اپنی
کیا ہے اس نے فقیروں کو وارثِ پرویز!

پرانے ہیں یہ ستارے فلک بھی فرسودہ
جہاں وہ چاہیے مجھ کو کہ ہو ابھی نوخیز!

کسے خبر ہے کہ ہنگامہ نشور ہے کیا
تری نگاہ کی گردش ہے میری رستاخیز!

نہ چھین لذتِ آہِ سحرگہی مجھ سے
نہ کر نگہ سے تغافل کو التفات آمیز!

دلِ غمیں کے موافق نہیں ہے موسمِ گل
صدائے مرغِ چمن ہے بہت نشاط انگیز!

حدیثِ بے خبراں ہے تو با زمانہ بساز
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ ستیز!

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے

چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہو اپنی کرن سے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

[illegible]

۱۳

وہی میری کم نصیبی، وہی تیری بے نیازی
مرے کام کچھ نہ آیا یہ کمالِ نے نوازی!

میں کہاں ہوں تو کہاں ہے؟ یہ مکاں کہ لامکاں ہے؟
یہ جہاں مرا جہاں ہے کہ تری کرشمہ سازی؟

اسی کشمکش میں گذریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومی کبھی پیچ و تابِ رازی!

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے وہ رہ و رسمِ شاہبازی!

نہ زباں کوئی غزل کی نہ زباں سے باخبر میں
کوئی دلکشا صدا ہو عجمی ہو یا کہ تازی!

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی وہ نگہ کی تیغ بازی!

کوئی کارواں سے ٹوٹا کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دلنوازی!

خرد واقف نہیں ہے نیک و بد سے
بڑھی جاتی ہے ظالم اپنی حد سے

خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے
خرد بیزار دل سے دل خرد سے!

۱۴

اپنی جولانگاہ زیرِ آسماں سمجھا تھا میں
آب و گل کے کھیل کو اپنا جہاں سمجھا تھا میں

بے حجابی سے تری ٹوٹا نگاہوں کا طلسم
اک ردائے نیلگوں کو آسماں سمجھا تھا میں

کارواں تھک کر فضا کے پیچ و خم میں رہ گیا
مہر و ماہ و مشتری کو ہمعناں سمجھا تھا میں!

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں

کہہ گئیں رازِ محبت پردہ داریہائے شوق!
تھی فغاں وہ بھی جسے ضبطِ فغاں سمجھا تھا میں

تھی کسی درماندہ رہرو کی صدائے دردناک
جسکو آوازِ رحیلِ کارواں سمجھا تھا میں!

خدائی اہتمامِ خشک و تر ہے
خداوندا خدائی دردِ سر ہے

ولیکن بندگی! استغفر اللہ
یہ دردِ سر نہیں دردِ جگر ہے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

15

اک دانشِ نورانی اک دانشِ برہانی
ہے دانشِ برہانی حیرت کی فراوانی!

اس پیکرِ خاکی میں اک شے ہے، سو وہ تیری
میرے لئے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی!

اب کیا جو فغاں میری پہنچی ہے ستاروں تک
تو نے ہی سکھائی تھی مجھ کو یہ غزل خوانی!

ہو نقش اگر باطل تکرار سے کیا حاصل
کیا تجھکو خوش آتی ہے آدم کی یہ ارزانی؟

مجھکو تو سکھا دی ہے افرنگ نے زندیقی
اس دور کے مُلّا ہیں کیوں ننگِ مسلمانی!

تقدیر شکن قوت باقی ہے ابھی اسمیں
ناداں جسے کہتے ہیں تقدیر کا زندانی!

تیرے بھی صنم خانے میرے بھی صنم خانے
دونوں کے صنم خاکی دونوں کے صنم فانی!

یہی آدم ہے سلطاں بحر و بر کا؟
کہوں کیا ماجرا اس بے بصر کا!

نہ خود بیں نے خدا بیں نے جہاں بیں!
یہی شہکار ہے تیرے ہنر کا؟

چار بار از عالم پیر مکرر گفتہ است [illegible]
لعنت ان امور کہ [illegible]

16

یارب یہ جہانِ گذراں خوب ہے لیکن
کیوں خوار ہیں مردانِ صفا کیش و ہنرمند؟

گو اس کی خدائی میں مہاجن کا بھی ہے ہاتھ
دنیا تو سمجھتی ہے فرنگی کو خداوند!

تو برگِ گیاہے ندہی اہلِ خرد را
او کشتِ گل و لالہ بہ بخشد بخرے چند!

حاضر ہیں کلیسا میں کباب و مئے گلگوں
مسجد میں دھرا کیا ہے بجز موعظہ و پند!

احکام ترے حق ہیں مگر اپنے مفسر
تاویل سے قرآں کو بنا سکتے ہیں پازند!

فردوس جو تیرا ہے کسی نے نہیں دیکھا
افرنگ کا ہر قریہ ہے فردوس کی مانند!

مدت سے ہے آوارۂ افلاک مرا فکر
کر دے اسے اب چاند کے غاروں میں نظربند!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust.

فطرت نے مجھے بخشی ہے جوہرِ ملکوتی! خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند!

درویشِ خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی گھر میرا نہ دلی نہ صفاہان نہ سمرقند!

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق نے ابلۂ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند!

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند!

مشکل ہے کہ اک بندۂ حق بین و حق اندیش خاشاک کے تودے کو کہے کوہِ دماوند!

ہوں آتشِ نمرود کے شعلوں میں بھی خاموش میں بندۂ مومن ہوں نہیں دانۂ اسپند!

پُر سوز و نظرباز و نکوبین و کم آزار آزاد و گرفتار و تہی کیسہ و خورسند!

ہر حال میں میرا دلِ بے قید ہے خرم کیا چھینے گا غنچے سے کوئی ذوقِ شکرخند!

چپ رہ نہ سکا حضرتِ یزداں میں بھی اقبال
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اعلیحضرت شہید امیر المومنین نادر شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے لطف و کرم سے نومبر ۳۳ء میں مصنف کو حکیم سنائی غزنوی رح کے مزار مقدس کی زیارت نصیب ہوئی۔ یہ چند افکار پریشاں جن میں حکیم ہی کے ایک مشہور قصیدے کی پیروی کی گئی ہے۔ اس روز سعید کی یادگار میں سپرد قلم کئے گئے۔

"ما از پئے سنائی و عطار آمدیم"!

سما سکتا نہیں پہنائے فطرت میں مرا سودا
غلط تھا اے جنوں شاید ترا اندازۂ صحرا!

خودی سے اس طلسم رنگ و بو کو توڑ سکتے ہیں
یہی توحید تھی جسکو نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا!

نگہ پیدا کر اے غافل تجلی عین فطرت ہے
کہ اپنی موج سے بیگانہ رہ سکتا نہیں دریا

رقابت علم و عرفاں میں غلط بینی ہے منبر کی
کہ وہ حلاج کی سولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا!

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں غلامی میں
زرہ کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغنا!

نہ کر تقلید اے جبریل میرے جذب و مستی کی
تن آساں عرشیوں کو ذکر و تسبیح و طواف اولیٰ!

بہت دیکھے ہیں میں نے مشرق و مغرب کے میخانے
یہاں ساقی نہیں پیدا وہاں بے ذوق ہے صہبا!

نہ ایراں میں رہے باقی نہ توراں میں رہے باقی
وہ بندے فقر تھا جنکا ہلاک قیصر و کسریٰ!

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر و دلق اویس و چادر زہرا؟

حضور حق میں اسرافیل نے میری شکایت کی
یہ بندہ وقت سے پہلے قیامت کر نہ دے برپا!

ندا آئی کہ آشوب قیامت سے یہ کیا کم ہے
"گرفتہ چینیاں احرام و مکی خفتہ در بطحا"!

لبالب شیشۂ تہذیب حاضر ہے مے لا سے
مگر ساقی کے ہاتھوں میں نہیں پیمانۂ الا!

دبا رکھا ہے اسکو زخمہ ور کی تیز دستی نے
بہت نیچے سروں میں ہے ابھی یورپ کا واویلا!

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موج تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ و بالا!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

غلامی کیا ہے؟ ذوقِ حسن و زیبائی سے محرومی
جسے زیبا کہیں آزاد بندے ہے وہی زیبا!

بھروسہ کر نہیں سکتے غلاموں کی بصیرت پر
کہ دنیا میں فقط مردانِ حُر کی آنکھ ہے بینا!

وہی ہے صاحبِ امروز جس نے اپنی ہمت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہرِ فردا!

فرنگی شیشہ گر کے فن سے پتھر ہو گئے پانی
مری اکسیر نے شیشے کو بخشی سختیِ خارا!

رہے ہیں اور ہیں فرعون میری گھات میں اب تک
مگر کیا غم کہ میری آستیں میں ہے یدِ بیضا!

وہ چنگاری خس و خاشاک سے کس طرح دب جائے
جسے حق نے کیا ہو نیستاں کے واسطے پیدا!

محبت خویشتن بینی محبت خویشتن داری
محبت آستانِ قیصر و کسریٰ سے بے پروا!

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر ہو جائیں
کہ بر فتراکِ صاحب دولتے بستم سرِ خود را!

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

سنائی کے ادب سے میں نے غواصی نہ کی ورنہ
ابھی اس بحر میں باقی ہیں لاکھوں لولوئے لالا!

[illegible]

۲

یہ کون غزل خواں ہے پُر سوز و نشاط انگیز
اندیشۂ دانا کو کرتا ہے جنوں آمیز!

گو فقر بھی رکھتا ہے اندازِ ملوکانہ
ناپختہ ہے پرویزی بے سلطنتِ پرویز!

اب حجرۂ صوفی میں وہ فقر نہیں باقی
خونِ دلِ شیراں ہو جس فقر کی دستاویز!

اے حلقۂ درویشاں وہ مردِ خدا کیسا
ہو جس کے گریباں میں ہنگامۂ رستاخیز!

جو ذکر کی گرمی سے شعلے کی طرح روشن
جو فکر کی سرعت میں بجلی سے زیادہ تیز!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کرتی ہے ملوکیت آثارِ جنوں پیدا — اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز!
لیں دادِ سخن مجھ کو دیتے ہیں عراق و پارس — یہ کافرِ ہندی ہے بے تیغ و سناں خونریز!

---

۳ وہ حرفِ راز کہ مجھ کو سکھا گیا ہے جنوں — خدا مجھے نفسِ جبرئیل دے تو کہوں!
ستارہ کیا مری تقدیر کی خبر دیگا — وہ خود فراخیِ افلاک میں ہے خوار و زبوں
حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی! — خودی کی موت ہے اندیشہ ہائے گوناگوں!
عجب مزا ہے مجھے لذتِ خودی دیکر — وہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے آپ میں نہ رہوں!
ضمیرِ پاک و نگاہِ بلند و مستیِ شوق — نہ مال و دولتِ قاروں نہ فکرِ افلاطوں!
سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفےٰ سے مجھے — کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں!
یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید — کہ آرہی ہے دمادم صدائے کن فیکوں!
علاج آتشِ رومی کے سوز میں ہے ترا — تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں!
اسی کے فیض سے میری نگاہ ہے روشن — اسی کے فیض سے میرے سبو میں ہے جیحوں!

---

۴ عالمِ آب و خاک و باد! سرِّ عیاں ہے تو کہ میں؟ — وہ جو نظر سے ہے نہاں اسکا جہاں ہے تو کہ میں؟
وہ شبِ درد و سوز و غم کہتے ہیں زندگی جسے — اسکی سحر ہے تو کہ میں؟ اسکی اذاں ہے تو کہ میں؟
کس کی نمود کیلئے شام و سحر ہیں گرمِ سیر — شانۂ روزگار پر بارِ گراں ہے تو کہ میں؟
تو کفِ خاک و بے بصر! میں کفِ خاک و خود نگر! — کشتِ وجود کیلئے آبِ رواں ہے تو کہ میں؟

۵
(لندن میں لکھے گئے)

تو ابھی رہگذر میں ہے قیدِ مقام سے گذر! — مصر و حجاز سے گذر، پارس و شام سے گذر!
جسکا عمل ہے بے غرض اسکی جزا کچھ اور ہے — حور و خیام سے گذر، بادہ و جام سے گذر!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

گرچہ ہے دلکش بہت حسنِ فرنگ کی بہار — طائرکِ بلند بال دانہ و دام سے گزر!

کوہ شگاف تیری ضرب تجھ سے کشادِ شرق و غرب — تیغِ ہلال کی طرح عیشِ نیام سے گزر!

ترا امام بے حضور تیری نماز بے سرور — ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر!

6

امیں راز ہے مردانِ حُر کی درویشی — کہ جبرئیل سے ہے اسکو نسبتِ خویشی!

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے ؟ — فقیہ و صوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی!

نگاہ گرم کہ شیروں کے جس سے ہوش اُڑ جائیں — نہ آہِ سرد کہ ہے گوسفندی و میشی!

طبیبِ عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا — ترا مرض ہے فقط آرزو کی بے نیشی!

وہ شے کچھ اور ہے کہتے ہیں جانِ پاک جسے — یہ رنگ و نم یہ لہو آب و ناں کی ہے بیشی!

7

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن — مجھکو پھر نغموں پہ اکسانے لگا مرغِ چمن

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار — اودے اودے نیلے نیلے پیلے پیلے پیرہن

برگِ گل پر رکھ گئی شبنم کا موتی بادِ صبح — اور چمکاتی ہے اس موتی کو سورج کی کرن

حسنِ بے پروا کو اپنی بے نقابی کیلئے — ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن؟

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی — تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن!

من کی دنیا؟ من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق — تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سود و سودا مکر و فن

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں — تن کی دولت چھاؤں ہے! آتا ہے دھن جاتا ہے دھن!

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج — من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن

پانی پانی کر گئی مجھکو قلندر کی یہ بات

تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

(کابل میں لکھے گئے)

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دلنوازی کا
مروت حسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا
شکایت ہے مجھے یا رب خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہیں بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا!
بہت مدت کے نخچیروں کا اندازِ نگہ بدلا
کہ میں نے فاش کر ڈالا طریقہ شاہبازی کا!
قلندر جز دو حرفِ لا اِلٰہ کچھ بھی نہیں رکھتا
فقیہِ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا!
حدیثِ بادہ و مینا و جام آتی نہیں مجھ کو
نہ کر خارا شگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا!
کہاں سے تو نے ای اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا پادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا!

٩

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم
عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوزِ دمبدم
آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخِ گل میں جس طرح بادِ سحرگاہی کا نم!
اپنے رازق کو نہ پہچانے تو محتاجِ ملوک
اور پہچانے تو ہیں تیرے گدا دارا و جم!
دل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم؟
ای مسلماں اپنے دل سے پوچھ ملا سے نہ پوچھ
ہو گیا اللہ کے بندوں سے کیوں خالی حرم!

١٠

دل سوز سے خالی ہے، نگہ پاک نہیں ہے
پھر اس میں عجب کیا کہ تو بیباک نہیں ہے
ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل! تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے!
وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پرکار و سخن ساز ہے! نمناک نہیں ہے!
کیا صوفی و ملا کو خبر میری جنوں کی
ان کا سرِ دامن بھی ابھی چاک نہیں ہے!
کب تک رہے محکومیِ انجم میں مری خاک
یا میں نہیں یا گردشِ افلاک نہیں ہے!
بجلی ہوں نظر کوہ و بیاباں پہ ہے میری
میرے لیے شایاں خس و خاشاک نہیں ہے!
عالم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

۱۱

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق!

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق!

علاجِ ضعفِ یقیں ان سے ہو نہیں سکتا
غریب اگرچہ ہیں رازی کے نکتہ ہائے دقیق!

مرید سادہ تو رو رو کے ہو گیا تائب
خدا کرے کہ ملے شیخ کو بھی یہ توفیق!

اسی طلسمِ کہن میں اسیر ہے آدم
بغل میں اسکی ہیں ابتک بتانِ عہدِ عتیق

مرے لئے تو ہے اقرار باللساں بھی بہت
ہزار شکر کہ ملا ہیں صاحبِ تصدیق!

اگر ہو عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو تو مرد مسلماں بھی کافر و زندیق!

۱۲

پوچھ اس سے کہ مقبول ہے فطرت کی گواہی
تو صاحبِ منزل ہے کہ بھٹکا ہوا راہی!

کافر ہے مسلماں تو نہ شاہی نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی!

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی!

کافر ہے تو ہے تابعِ تقدیر مسلمان
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیرِ الٰہی!

میں نے تو کیا پردۂ اسرار کو بھی چاک
دیرینہ ہے تیرا مرضِ کور نگاہی!

۱۳

(قرطبہ میں لکھے گئے)

یہ حوریانِ فرنگی دل و نظر کا حجاب
بہشتِ مغربیاں جلوہ ہائے پابہ رکاب!

دل و نظر کا سفینہ سنبھال کر لیجا
مہ و ستارہ ہیں بحرِ وجود کے گرداب!

جہانِ صوت و صدا میں سما نہیں سکتی
لطیفۂ ازلی ہے فغانِ چنگ و رباب!

سکھا دئے ہیں اسے شیوہ ہائے خانقہی
فقیہِ شہر کو صوفی نے کر دیا ہے خراب!

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

سنی نہ مصر و فلسطیں میں وہ اذاں میں نے — دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب!
ہوائے قرطبہ! شاید یہ ہے اثر تیرا — مری نوا میں ہے سوز و سرورِ عہدِ شباب!

۱۴

دلِ بیدار فاروقی، دلِ بیدار کراری — مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری
دلِ بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک — نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری!
مشامِ تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا — ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری!
اس اندیشے سے ضبطِ آہ میں کرتا رہوں کب تک — کہ مغ زادے نہ لے جائیں تری قسمت کی چنگاری
خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں — کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری!
مجھے تہذیبِ حاضر نے عطا کی ہے وہ آزادی — کہ ظاہر میں تو آزادی ہے باطن میں گرفتاری!
تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر — مری دانش ہے افرنگی مرا ایماں ہے زناری!

زنّاری … غیر اللہ پرست [illegible]

۱۵

خودی کی شوخی و تندی میں کبر و ناز نہیں — جو ناز ہو بھی تو بے لذتِ نیاز نہیں،
نگاہِ عشق دلِ زندہ کی تلاش میں ہے — شکار مردہ سزاوارِ شاہباز نہیں
مری نوا میں نہیں ہے ادائے محبوبی — کہ بانگِ صورِ سرافیل دل نواز نہیں
سوالِ مے نہ کروں ساقیِ فرنگ سے میں — کہ یہ طریقۂ رندانِ پاکباز نہیں
ہوئی نہ عام جہاں میں کبھی حکومتِ عشق — سبب یہ ہے کہ محبت زمانہ ساز نہیں
اک اضطرابِ مسلسل غیاب ہو کہ حضور! — میں خود کہوں تو مری داستاں دراز نہیں
اگر ہو ذوق تو خلوت میں پڑھ زبورِ عجم — فغانِ نیم شبی بے نوائے راز نہیں

۱۶

میرِ سپاہ ناسزا لشکریاں شکستہ صف — آہ! وہ تیرِ نیم کش جس کا نہ ہو کوئی ہدف!
تیرے محیط میں کہیں گوہرِ زندگی نہیں — ڈھونڈ چکا میں موج موج دیکھ چکا صدف صدف!

CC-0. JNTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

عشق بتاں سے ہاتھ اٹھا اپنی خودی میں ڈوب جا
نقش و نگار دیر میں خون جگر نہ کر تلف

کھول کے کیا بیاں کروں سر مقام مرگ و عشق
عشق ہے مرگ باشرف مرگ حیات بے شرف!

صحبت پیر روم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش
لاکھ حکیم سر بجیب ایک کلیم سر بکف!

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لا تخف

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف!

۱۷

(یورپ میں لکھے گئے)

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آداب سحر خیزی!

کہیں سرمایۂ محفل تھی میری گرم گفتاری
کہیں سب کو پریشاں کر گئی میری کم آمیزی

زمام کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا!
طریق کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی!

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی!

سواد رومۃ الکبریٰ میں دلی یاد آتی ہے
وہی عبرت، وہی عظمت، وہی شان دل آویزی!

۱۸

یہ دیر کہن کیا ہے؟ انبار خس و خاشاک!
مشکل ہے گزر اس میں بے نالۂ آتشناک!

نخچیر محبت کا قصہ نہیں طولانی
لطف خلش پیکاں آسودگی فتراک!

کھویا گیا جو مطلب ہفتاد و دو ملت میں
سمجھے گا نہ تو جب تک بے رنگ نہ ہو ادراک!

اک شرع مسلمانی اک جذب مسلمانی
ہے جذب مسلمانی سر فلک الافلاک!

ای رہرو فرزانہ بے جذب مسلمانی
نے راہ عمل پیدا نے شاخ یقیں نمناک

رمزیں ہیں محبت کی گستاخی و بیباکی
ہر شوق نہیں گستاخ ہر جذب نہیں بیباک!

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامن یزداں چاک!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

۱۹

کمالِ ترک نہیں آب و گِل سے مہجوری
کمالِ ترک ہے تسخیرِ خاکی و نوری!

میں ایسے فقر سے ای اہلِ حلقہ باز آیا
تمہارا فقر ہے بے دولتی و رنجوری

نہ فقر کیلئے موزوں نہ سلطنت کیلئے
وہ قوم جس نے گنوایا متاعِ تیموری

سُنے نہ ساقیِ مہوش تو اور بھی اچھا
عیارِ گرمیٔ صحبت ہے حرفِ معذوری

حکیم و عارف و صوفی تمام مستِ ظہور
کسے خبر کہ تجلی ہے عینِ مستوری!

وہ ملتفت ہوں تو کنجِ قفس بھی آزادی
نہ ہوں تو صحنِ چمن بھی مقامِ مجبوری

بُرا نہ مان ذرا آزما کے دیکھ اسے
فرنگ دل کی خرابی خرد کی معموری!

۲۰

عقل گو آستاں سے دُور نہیں
اسکی تقدیر میں حضور نہیں

دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

علم میں بھی سرور ہے لیکن
یہ وہ جنت ہے جس میں حُور نہیں

کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں
ایک بھی صاحبِ سرور نہیں

اک جنوں ہے کہ باشعور بھی ہے
اک جنوں ہے کہ باشعور نہیں

ناصبوری ہے زندگی دل کی
آہ وہ دل کہ ناصبور نہیں!

بے حضوری ہے تیری موت کا راز
زندہ ہو تو تو بے حضور نہیں

ہر گہر نے صدف کو توڑ دیا
تو ہی آمادۂ ظہور نہیں

ارِنی میں بھی کہہ رہا ہوں مگر
یہ حدیثِ کلیم و طور نہیں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

۲۱

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں! تو آبجو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں!

طلسم گنبد گردوں کو توڑ سکتے ہیں زجاج کی یہ عمارت ہے سنگ خارہ نہیں!

خودی میں ڈوبتے ہیں پھر ابھر بھی آتے ہیں مگر یہ حوصلۂ مرد ہیچ کارہ نہیں!

ترے مقام کو انجم شناس کیا جانے! کہ خاک زندہ ہے تو تابع ستارہ نہیں

یہیں بہشت بھی ہے حور و جبرئیل بھی ہے تری نگہ میں ابھی شوخی نظارہ نہیں

مرے جنوں نے زمانے کو خوب پہچانا وہ پیرہن مجھے بخشا کہ پارہ پارہ نہیں!

غضب ہے عین کرم میں بخیل ہے فطرت! کہ لعل ناب میں آتش تو ہے شرارہ نہیں!

۲۲

یہ پیام دے گئی ہے مجھے باد صبحگاہی کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام بادشاہی!

تری زندگی اسی سے تری آبرو اسی سے جو رہی خودی تو شاہی نہ رہی تو روسیاہی!

نہ دیا نشان منزل مجھے اے حکیم تو نے مجھے کیا گلہ ہو تجھ سے تو نہ رہ نشیں نہ راہی!

مرے حلقۂ سخن میں ابھی زیر تربیت ہیں وہ گدا کہ جانتے ہیں رہ و رسم کجکلاہی!

یہ معاملے ہیں نازک جو تری رضا ہو تو کر کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریق خانقاہی!

تو ہما کا ہے شکاری ابھی ابتدا ہے تیری نہیں مصلحت سے خالی یہ جہان مرغ و ماہی!

تو عرب ہو یا عجم ہو ترا لا الٰہ الا لغت غریب جب تک ترا دل نہ دے گواہی!

۲۳

تری نگاہ فرومایہ، ہاتھ ہے کوتاہ ترا گنہ کہ نخیل بلند کا ہے گناہ؟

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

۲۴

خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب اصلاحِ کار کی راہ

حدیثِ دل کسی درویشِ بے گلیم سے پوچھ
خدا کرے تجھے تیرے مقام سے آگاہ!

برہنہ سر ہے تو عزمِ بلند پیدا کر
یہاں فقط سرِ شاہیں کے واسطے ہے کلاہ!

نہ ہے ستارے کی گردش نہ بازیِ افلاک
خودی کی موت ہے تیرا زوالِ نعمت و جاہ!

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک
نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ!

۲۵

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں

گراں بہا ہے تو حفظِ خودی سے ہے ورنہ
گہر میں آبِ گہر کے سوا کچھ اور نہیں!

رگوں میں گردشِ خوں ہے کیا حاصل
حیات سوزِ جگر کے سوا کچھ اور نہیں!

عروسِ لالہ! مناسب نہیں ہے مجھ سے حجاب
کہ میں نسیمِ سحر کے سوا کچھ اور نہیں!

جسے کساد سمجھتے ہیں تاجرانِ فرنگ
وہ شے متاعِ ہنر کے سوا کچھ اور نہیں

بڑا کریم ہے اقبالِ بے نوا لیکن
عطائے شعلہ شرر کے سوا کچھ اور نہیں

۲۶

نگاہِ فقر میں شانِ سکندری کیا ہے!
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

بتوں سے تجھکو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے!

فلک نے انکو عطا کی ہے خواجگی کہ جنہیں
خبر نہیں روشِ بندہ پروری کیا ہے!

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اسی خطا سے عتابِ ملوک ہے مجھ پر — کہ جانتا ہوں مآلِ سکندری کیا ہے!
کسے نہیں ہے تمنائے سروری لیکن — خودی کی موت ہو جس میں وہ سروری کیا ہے!
خوش آگئی ہے جہاں کو قلندری میری — وگرنہ شعر مرا کیا ہے شاعری کیا ہے!

۲۷

نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کیلئے — جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کیلئے
یہ عقل و دل ہیں شرر شعلۂ محبت کے — وہ خار و خس کیلئے ہے یہ نیستاں کیلئے!
مقامِ پرورشِ آہ و نالہ ہے یہ چمن — نہ سیرِ گل کیلئے ہے نہ آشیاں کیلئے
رہیگا راوی و نیل و فرات میں کب تک — ترا سفینہ کہ ہے بحرِ بیکراں کیلئے!
نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو — ترس گئے ہیں کسی مردِ راہ داں کیلئے!
نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز — یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کیلئے
ذرا سی بات تھی اندیشۂ عجم نے اسے — بڑھا دیا ہے فقط زیبِ داستاں کیلئے
مرے گلو میں ہے اک نغمہ جبرئیل آشوب — سنبھال کر جسے رکھا ہے لامکاں کیلئے!

۲۸

تو ای اسیرِ مکاں لامکاں سے دور نہیں — وہ جلوہ گاہ ترے خاکداں سے دور نہیں
وہ مرغزار کہ بیمِ خزاں نہیں جس میں — غمیں نہ ہو کہ ترے آشیاں سے دور نہیں
یہ ہے خلاصۂ علمِ قلندری کہ حیات — خدنگِ جستہ ہے لیکن کماں سے دور نہیں!
فضا تری مہ و پرویں سے ہے ذرا آگے — قدم اٹھا یہ مقام آسماں سے دور نہیں
کہے نہ راہنما سے کہ چھوڑ دے مجھکو — یہ بات راہروِ نکتہ داں سے دور نہیں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

(یورپ میں لکھے گئے)

خدا نے مجھکو عطا کی نظر حکیمانہ ! سکھائی عشق نے مجھکو حدیثِ رندانہ !
نہ بادہ ہے نہ صراحی نہ دورِ پیمانہ فقط نگاہ سے رنگیں ہے بزمِ جانانہ !
میری نوائے پریشاں کو شاعری نہ سمجھ کہ میں ہوں محرمِ رازِ درونِ میخانہ !
کلی کو دیکھ کہ ہے تشنۂ نسیمِ سحر اسی میں ہے مرے دل کا تمام افسانہ !
کوئی بتائے مجھے یہ غیاب ہے کہ حضور سب آشنا ہیں یہاں ایک میں ہوں بیگانہ !
فرنگ میں کوئی دن اور بھی ٹھہر جاؤں مرے جنوں کو سنبھالے اگر یہ ویرانہ !
مقامِ عقل سے آساں گذر گیا اقبال مقامِ شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ !

۳۰

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر کرتے ہیں خطاب آخر اٹھتے ہیں حجاب آخر
احوالِ محبت میں کچھ فرق نہیں ایسا سوز و تب و تاب اول سوز و تب و تاب آخر
میں تجھکو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر!
میخانۂ یورپ کے دستور نرالے ہیں لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر!
کیا دبدبۂ نادر کیا شوکتِ تیموری ہو جاتے ہیں سب دفتر غرقِ مئے ناب آخر!
خلوت کی گھڑی گذری جلوت کی گھڑی آئی چھٹنے کو ہے بجلی سے آغوشِ سحاب آخر!
تھا ضبط بہت مشکل اس سیلِ معانی کا کہہ ڈالے قلندر نے اسرارِ کتاب آخر!

۳۱

ہر شے مسافر ہر چیز راہی کیا چاند تارے کیا مرغ و ماہی!
تو مردِ میداں تو میرِ لشکر نوری حضوری تیرے سپاہی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

کچھ قدر اپنی تو نے نہ جانی — یہ بے سوادی، یہ کم نگاہی!
دنیائے دوں کی کب تک غلامی — یا راہبی کر یا پادشاہی!
پیرِ حرم کو دیکھا ہے میں نے — کردار بے سوز، گفتار واہی!

[illegible]

۳۲

ہر چیز ہے محوِ خود نمائی — ہر ذرہ شہیدِ کبریائی!
بے ذوقِ نمود زندگی موت — تعمیرِ خودی میں ہے خدائی!
رائی زورِ خودی سے پربت — پربت ضعفِ خودی سے رائی!
تارے آوارہ و کم آمیز — تقدیرِ وجود ہے جدائی!
یہ پچھلے پہر کا زرد رو چاند — بے راز و نیازِ آشنائی!
تیری قندیل ہے ترا دل — تو آپ ہے اپنی روشنائی!
اک تو ہے کہ حق ہے اس جہاں میں — باقی ہے نمودِ سیمیائی!
ہیں عقدہ کشا یہ خارِ صحرا — کم کر گلۂ برہنہ پائی!

[illegible]

۳۳

اعجاز ہے کسی کا یا گردشِ زمانہ — ٹوٹا ہے ایشیا میں سحرِ فرنگیانہ!
تعمیرِ آشیاں سے میں نے یہ راز پایا — اہلِ نوا کے حق میں بجلی ہے آشیانہ!
یہ بندگی خدائی، وہ بندگی گدائی — یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ!
غافل نہ ہو خودی سے کر اپنی پاسبانی — شاید کسی حرم کا تو بھی ہے آستانہ!
اے لا الٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں — گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے — کھویا گیا ہے تیرا جذبِ قلندرانہ!
رازِ حرم سے شاید اقبال باخبر ہے — ہیں اسکی گفتگو کے انداز محرمانہ!

٣٤

خردمندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے — کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں میری انتہا کیا ہے!
خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے — خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے!
مقامِ گفتگو کیا ہے اگر میں کیمیا گر ہوں — یہی سوزِ نفس ہے اور میری کیمیا کیا ہے!
نظر آئیں مجھے تقدیر کی گہرائیاں اسمیں — نہ پوچھ اے ہمنشیں مجھ سے وہ چشمِ سرمہ سا کیا ہے
اگر ہوتا وہ مجذوبِ فرنگی اس زمانے میں — تو اقبال اسکو سمجھاتا مقامِ کبریا کیا ہے!
نوائے صبحگاہی نے جگر خوں کر دیا میرا — خدایا جس خطا کی یہ سزا ہے وہ خطا کیا ہے؟

جرمنی کا مشہور مجذوب فلسفی نطشے جو اپنے قلبی واردات کا صحیح اندازہ نہ کر سکا
اور اس کے فلسفیانہ افکار نے اسے غلط راستے پر ڈال دیا —

٣٥

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی — کھلتے ہیں غلاموں پر اسرارِ شہنشاہی!
عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو — کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحرگاہی!
نومید نہ ہو ان سے اے رہبرِ فرزانہ — کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی!
اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی — جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی!
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ — ہو جسکی فقیری میں بوئے اسد اللہی!
آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی — اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!

٣٦

مجھے آہ و فغانِ نیم شب کا پھر پیام آیا — تھم اے رہرو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

جنگگاہ

ذرا تقدیر کی گہرائیوں میں ڈوب جا تو بھی
کہ اس جنگاہ سے میں بن کے تیغِ بے نیام آیا!

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محرابِ مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقتِ قیام آیا! ۱

چل اے میری غریبی کا تماشا دیکھنے والے
وہ محفل اٹھ گئی جس دم تو مجھ تک دورِ جام آیا!

دیا اقبال نے ہندی مسلمانوں کو سوز اپنا
یہ اک مردِ تن آساں تھا تن آسانوں کے کام آیا!

اسی اقبال کی میں جستجو کرتا رہا برسوں
بڑی مدت کے بعد آخر وہ شاہیں زیرِ دام آیا!

۳۷

نہ ہو طغیانِ مشتاقی تو میں رہتا نہیں باقی
کہ میری زندگی کیا ہے؟ یہی طغیانِ مشتاقی!

مجھے فطرت نوا پر پے بہ پے مجبور کرتی ہے
ابھی محفل میں ہے شاید کوئی دردآشنا باقی!

وہ آتش آج بھی تیرا نشیمن پھونک سکتی ہے
طلب صادق نہ ہو تیری تو پھر کیا شکوۂ ساقی!

نہ کر افرنگ کا اندازہ اسکی تابناکی سے
کہ بجلی کے چراغوں سے ہے اس جوہر کی براقی!

دلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اٹھتے
نگاہوں میں اگر پیدا نہ ہو اندازِ آفاقی!

خزاں میں بھی کب آ سکتا تھا میں صیاد کی زد میں
مری غماز تھی شاخِ نشیمن کی کم اوراقی!

الٹ جائیں گی تدبیریں بدل جائیں گی تقدیریں
حقیقت ہے، نہیں میرے تخیل کی یہ خلاقی!

۳۸

فطرت کو خرد کے روبرو کر
تسخیرِ مقام رنگ و بو کر

تو اپنی خودی کو کھو چکا ہے
کھوئی ہوئی شے کی جستجو کر!

تاروں کی فضا ہے بیکرانہ
تو بھی یہ مقام آرزو کر!

عریاں ہیں ترے چمن کی حوریں
چاکِ گل و لالہ کو رفو کر

بے ذوق نہیں اگرچہ فطرت
جو اس سے نہ ہو سکا وہ تو کر!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

۳۹

یہ پیرانِ کلیسا و حرم! اے وائے مجبوری! صلہ ان کی کد و کاوش کا ہے سینوں کی بے نوری!

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری!

کبھی حیرت کبھی مستی کبھی آہِ سحرگاہی بدلتا ہے ہزاروں رنگ میرا دردِ مہجوری!

حدِ ادراک سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری!

وہ اپنے حسن کی مستی سے ہیں مجبورِ پیدائی مری آنکھوں کی بینائی میں ہیں اسبابِ مستوری!

کوئی تقدیر کی منطق سمجھ سکتا نہیں ورنہ نہ تھے ترکانِ عثمانی سے کم ترکانِ تیموری!

فقیرانِ حرم کے ہاتھ اقبال آگیا کیونکر! میسر میر و سلطاں کو نہیں شاہینِ کافوری!

۴۰

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحرِ قدیم گزر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوبِ کلیم!

عقلِ عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ زاہد نہ حکیم!

عیشِ منزل ہے غریبانِ محبت پہ حرام سب مسافر ہیں بظاہر نظر آتے ہیں مقیم!

ہے گراں سیر غمِ راحلہ و زاد سے تو کوہ و دریا سے گزر سکتے ہیں مانندِ نسیم!

مردِ درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ! ہے کسی اور کی خاطر یہ نصابِ زر و سیم

۴۱

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

تہی زندگی سے نہیں یہ فضائیں یہاں سیکڑوں کارواں اور بھی ہیں!

قناعت نہ کر عالمِ رنگ و بو پر چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں!

اگر کھو گیا اک نشیمن تو کیا غم مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں!

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

[illegible]

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا — ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا — کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں!

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں — یہاں اب مرے رازداں اور بھی ہیں!

۴۲

(فرانس میں لکھے گئے)

ڈھونڈ رہا ہے فرنگ عیشِ جہاں کا دوام — وائے تمنائے خام! وائے تمنائے خام!

پیرِ حرم نے کہا سن کے مری روئداد! — پختہ ہے تیری فغاں اب اسے دل میں تھام!

تھا اَرِنی گو کلیم، میں اَرِنی گو نہیں — اس کو تقاضا روا، مجھ پہ تقاضا حرام!

گرچہ ہے افشائے راز اہلِ نظر کی فغاں — ہو نہیں سکتا کبھی شیوۂ رندانہ عام!

حلقۂ صوفی میں ذکر بے نم و بے سوز و ساز — میں بھی رہا تشنہ کام تو بھی رہا تشنہ کام!

عشق تری انتہا، عشق مری انتہا — تو بھی ابھی ناتمام، میں بھی ابھی ناتمام!

آہ کہ کھویا گیا تجھ سے فقیری کا راز — ورنہ ہے مالِ فقیر سلطنتِ روم و شام!

۴۳

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل — اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل!

عذابِ دانشِ حاضر سے باخبر ہوں میں — کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیل!

فریب خوردۂ منزل ہے کارواں ورنہ — زیادہ راحتِ منزل سے ہے نشاطِ رحیل!

نظر نہیں تو مرے حلقۂ سخن میں نہ بیٹھ — کہ نکتہ ہائے خودی ہیں مثالِ تیغِ اصیل!

مجھے وہ درسِ فرنگ آج یاد آتے ہیں — کہاں حضور کی لذت کہاں حجابِ دلیل!

اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے ہے تو — ترے لیے ہے مرا شعلۂ نوا قندیل!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم — نہایت اسکی حسینؑ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ!

۴۴

مکتبوں میں کہیں رعنائیِ افکار بھی ہے؟ — خانقاہوں میں کہیں لذتِ اسرار بھی ہے؟
منزلِ راہرواں دور بھی دشوار بھی ہے — کوئی اس قافلہ میں قافلہ سالار بھی ہے؟
بڑھکے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن — اس زمانہ میں کوئی حیدرِ کرّار بھی ہے؟
علم کی حد سے پرے بندۂ مومن کیلئے — لذّتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے!
پیرِ میخانہ یہ کہتا ہے کہ ایوانِ فرنگ — سُست بنیاد بھی ہے آئینہ دیوار بھی ہے!

۴۵

حادثہ جو ابھی پردۂ افلاک میں ہے — عکس اسکا مرے آئینۂ ادراک میں ہے
نہ ستارے میں ہے نے گردشِ افلاک میں ہے — تیری تقدیر مرے نالۂ بیباک میں ہے!
یا مری آہ میں کوئی شرر زندہ نہیں — یا ذرا نم ابھی تیرے خس و خاشاک میں ہے!
کیا عجب میری نوا ہائے سحرگاہی سے — زندہ ہو جائے وہ آتش جو تری خاک میں ہے!
توڑ ڈالیگی یہی خاک طلسمِ شب و روز — گرچہ الجھی ہوئی تقدیر کے پیچاک میں ہے!

۴۶

رہا نہ حلقۂ صوفی میں سوزِ مشتاقی — فسانہ ہائے کرامات رہ گئے باقی!
خراب کوشکِ سلطان و خانقاہِ فقیر — فغاں کہ تخت و مصلّےٰ کمالِ زرّاقی!
کریگی داورِ محشر کو شرمسار اک روز — کتابِ صوفی و ملّا کی سادہ اوراقی!
نہ چینی و عربی وہ نہ رومی و شامی — سما سکا نہ دو عالم میں مردِ آفاقی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مئے شبانہ کی مستی تو ہو چکی لیکن — کھٹک رہا ہے دلوں میں کرشمۂ ساقی!

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر — کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی!

عزیز تر ہے متاعِ امیر و سلطاں سے — وہ شعر جس میں ہو بجلی کا سوز و براقی!

۴۷

ہوا نہ زور سے اسکے کوئی گریباں چاک — اگرچہ مغربیوں کا جنوں بھی تھا چالاک

مئے یقیں سے ضمیرِ حیات ہے پُر سوز — نصیبِ مدرسہ یارب یہ آبِ آتشناک!

عروجِ آدمِ خاکی کے منتظر ہیں تمام — یہ کہکشاں یہ ستارے یہ نیلگوں افلاک!

یہی زمانۂ حاضر کی کائنات ہے کیا؟ — دماغ روشن و دل تیرہ و نظر بیباک!

تو بے بصر ہو تو یہ مانعِ نگاہ بھی ہے — وگرنہ آگ ہے مومن، جہاں خس و خاشاک!

زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعلِ راہ — کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحبِ ادراک!

جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی — میرے کلام پہ حجت ہے نکتۂ لولاک!

۴۸

دیں ہاتھ نہیں آتا وہ گوہرِ یک دانہ — یکرنگی و آزادی اے ہمتِ مردانہ!

یا سنجر و طغرل کا آئینِ جہانگیری — یا مردِ قلندر کے اندازِ ملوکانہ!

یا حیرتِ فارابی یا تاب و تبِ رومی — یا فکرِ حکیمانہ یا جذبِ کلیمانہ!

یا عقل کی روباہی یا عشقِ ید اللّٰہی — یا حیلۂ افرنگی یا حملۂ ترکانہ!

یا شرعِ مسلمانی یا دیر کی دربانی — یا نعرۂ مستانہ کعبہ ہو کہ بتخانہ!

میری میں فقیری میں شاہی میں غلامی میں — کچھ کام نہیں بنتا بے جرأتِ رندانہ!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

۴۹

نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے!

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الٰہ میں ہے!

وہی جہاں ہے ترا جس کو تو کرے پیدا
یہ سنگ و خشت نہیں جو تری نگاہ میں ہے!

مہ و ستارہ سے آگے مقام ہے جکا
وہ مشتِ خاک ابھی آوارگانِ راہ میں ہے!

خبر ملی ہے خدایانِ بحر و بر سے مجھے
فرنگ رہگذرِ سیلِ بے پناہ میں ہے!

تلاش اس کی فضاؤں میں کر نصیب اپنا
جہانِ تازہ مری آہِ صبحگاہ میں ہے!

مرے کدو کو غنیمت سمجھ کہ بادۂ ناب
نہ مدرسے میں ہے باقی نہ خانقاہ میں ہے!

۵۰

فطرت نے نہ بخشا مجھے اندیشۂ چالاک
رکھتی ہے مگر طاقتِ پرواز مری خاک!

وہ خاک کہ ہے جسکا جنوں صیقلِ ادراک!
وہ خاک کہ جبریل کی ہے جس سے قبا چاک!

وہ خاک کہ پروائے نشیمن نہیں رکھتی
چُنتی نہیں پہنائے چمن سے خس و خاشاک!

اس خاک کو اللہ نے بخشے ہیں وہ آنسو
کرتی ہے چمک جنکی ستاروں کو عرقناک!

۵۱

کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد
مری نگاہ نہیں سوئے کوفہ و بغداد!

یہ مدرسہ یہ جواں یہ سرور و رعنائی!
انہیں کے دم سے ہے میخانۂ فرنگ آباد!

نہ فلسفی سے نہ مُلّا سے ہے غرض مجھکو
یہ دل کی موت! وہ اندیشہ و نظر کا فساد!

فقیہہ شہر کی تحقیر! کیا مجال مری
مگر یہ بات کہ میں ڈھونڈتا ہوں دل کی کشاد!

خرید سکتے ہیں دُنیا میں عشرتِ پرویز
خدا کی دین ہے سرمایۂ غمِ فرہاد!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

[illegible]

کیے ہیں فاش رموزِ قلندری میں نے — کہ فکرِ مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد!
رشی کے فاقوں سے ٹوٹا نہ برہمن کا طلسم — عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد!

۵۲

کی حق سے فرشتوں نے اقبال کی غمازی — گستاخ ہے کرتا ہے فطرت کی حنابندی!
خاکی ہے مگر اس کے انداز ہیں افلاکی — رومی ہے نہ شامی ہے کاشی نہ سمرقندی!
سکھلائی فرشتوں کو آدم کی تڑپ اس نے — آدم کو سکھاتا ہے آدابِ خداوندی!

۵۳

نے مہرہ باقی نے مہرہ بازی — جیتا ہے رومی ہارا ہے رازی!
روشن ہے جامِ جمشید اب تک — شاہی نہیں ہے بے شیشہ بازی!
دل ہے مسلماں میرا نہ تیرا — تو بھی نمازی میں بھی نمازی!
میں جانتا ہوں انجام اس کا — جس معرکے میں مُلّا ہوں غازی!
ترکی بھی شیریں تازی بھی شیریں — حرفِ محبت ترکی نہ تازی!
آزر کا پیشہ خارا تراشی — کارِ خلیلاں خارا گدازی!
تو زندگی ہے پائندگی ہے — باقی ہے جو کچھ سب خاکبازی!

۵۴

گرمِ فغاں ہے جرس اٹھ کہ گیا قافلہ — وائے وہ رہرو کہ ہے منتظرِ راحلہ!
تیری طبیعت ہے اور تیرا زمانہ ہے اور — تیرے موافق نہیں خانقہی سلسلہ!
دل ہو غلامِ خرد یا کہ امامِ خرد — سالکِ رہ ہوشیار! سخت ہے یہ مرحلہ!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اسکی خودی ہے ابھی شام و سحر میں اسیر — گردشِ دوراں کا ہے جسکی زباں پر گلہ!

تیرے نفس سے ہوئی آتشِ گل تیز تر — مرغِ چمن! ہے یہی تیری نوا کا صلہ!

۵۵

مری نوا سے ہوئے زندہ عارف و عامی! — دیا ہے میں نے انہیں ذوقِ آتش آشامی!

حرم کے پاس کوئی اعجمی ہے زمزمہ سنج — کہ تار تار ہوئے جامہ ہائے احرامی!

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری — بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی!

مجھے یہ ڈر ہے مقامر ہیں پختہ کار بہت — نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی خامی!

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کردیں — شکوہِ سنجر و فقرِ جنید و بسطامی!

قبائے علم و ہنر لطفِ خاص ہے ورنہ — تیری نگاہ میں تھی میری ناخوش اندامی!

۵۶

ہر اک مقام سے آگے گذر گیا مہ نو — کمال کسکو میسر ہوا ہے بے تگ و دو!

نفس کے زور سے وہ غنچہ وا ہوا بھی تو کیا — جسے نصیب نہیں آفتاب کا پرتو!

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی — کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پیرو

پنپ سکا نہ خیاباں میں لالۂ دل سوز — کہ سازگار نہیں یہ جہانِ گندم و جو

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی — ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو!

۵۷

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحبِ ہوش! — اک جہاں اور بھی ہے جسمیں نہ فردا ہے نہ دوش!

کسکو معلوم ہے ہنگامۂ فردا کا مقام — مسجد و مکتب و میخانہ ہیں مدت سے خموش!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

میں نے پایا ہے اسے اشکِ سحر گاہی میں! جس دُرِ ناب سے خالی ہے صدف کی آغوش!
نئی تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گلگونہ فروش!
صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش!

۵۸

تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی آج ان خانقہوں میں ہے فقط روباہی!
نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں وہ شبانی کہ ہے تمہیدِ کلیم اللّٰہی
لذتِ نغمہ کہاں مرغِ خوش الحاں کیلئے آہ! اس باغ میں کرتا ہے نفس کوتاہی!
ایک سرمستی و حیرت ہے سراپا تاریک! ایک سرمستی و حیرت ہے تمام آگاہی!
صفتِ برق چمکتا ہے مرا فکرِ بلند کہ بھٹکتے نہ پھریں ظلمتِ شب میں راہی

۵۹

... آہنگ دنیا میں مردانِ جفاکش کیلئے تنگ
... تجسس جی سکتے ہیں بے روشنیٔ دانش و فرہنگ!
... ے تو یہ بلبل فقط آواز ہے، طاؤس فقط رنگ!

۶۰ [illegible]

... سپاہ فقر ہے میروں کا میر فقر ہے شاہوں کا شاہ
علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ
علم فقیہہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم علم ہے جویائے راہ، فقر ہے دانائے راہ
فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ

[illegible]

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اسکی خودی ہے ابھی شام و سحر میں اسیر
گردشِ دوراں کا ہے جسکی زباں پر گلہ!

تیرے نفس سے ہوئی آتشِ گل تیز تر
مرغِ چمن! ہے یہی تیری نوا کا صلہ!

٥٥

مری نوا سے ہوئے زندہ عارف و عامی!
دیا ہے میں نے انہیں ذوقِ آتش آشامی!

حرم کے پاس کوئی اعجمی ہے زمزمہ سنج
کہ تار تار ہوئے جامہ ہائے احرامی!

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیری
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی!

مجھے یہ ڈر ہے مقامر ہیں پختہ کار بہت
نہ رنگ لائے کہیں تیرے ہاتھ کی خامی!

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہِ سنجر و فقرِ جنید و بسطامی!

قبائے علم و ہنر لطفِ خاص ہے ورنہ
تیری نگاہ میں تھی میری ناخوش اندامی!

٥٦

ہر اک مقام سے آگے گذر گیا مہِ نو
کمال کسکو میسر ہوا ہے بے تگ و دو!

نفس کے زور سے وہ غنچہ وا ہوا بھی تو کیا
جسے نصیب نہیں آفتاب کا پرتو!

نگاہ پاک ہے تیری تو پاک ہے دل بھی
کہ دل کو حق نے کیا ہے نگاہ کا پیرو

پنپ سکا نہ خیاباں میں لالۂ دلسوز
کہ سازگار نہیں یہ جہانِ گندم و جو

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو!

٥٧

کھو نہ جا اس سحر و شام میں اے صاحبِ ہوش
اک جہاں اور بھی ہے جسمیں نہ فردا ہے نہ دوش!

کسکو معلوم ہے ہنگامۂ فردا کا مقام
مسجد و مکتب و میخانہ ہیں مدت سے خموش!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

میں نے پایا ہے اسے اشکِ سحرگاہی میں
جس دُرِ ناب سے خالی ہے صدف کی آغوش!

نئی تہذیب تکلف کے سوا کچھ بھی نہیں
چہرہ روشن ہو تو کیا حاجتِ گلگونہ فروش!

صاحبِ ساز کو لازم ہے کہ غافل نہ رہے
گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش!

۵۸

تھا جہاں مدرسۂ شیری و شاہنشاہی
آج ان خانقہوں میں ہے فقط روباہی!

نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں
وہ شبانی کہ ہے تمہیدِ کلیم اللّٰہی

لذتِ نغمہ کہاں مرغِ خوش الحاں کیلئے
آہ! اس باغ میں کرتا ہے نفس کوتاہی!

ایک سرمستی و حیرت ہے سراپا تاریک!
ایک سرمستی و حیرت ہے تمام آگاہی!

صفتِ برق چمکتا ہے مرا فکرِ بلند
کہ بھٹکتے نہ پھریں ظلمتِ شب میں راہی

۵۹

ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفاکش کیلئے تنگ

چیتے کا جگر چاہیئے شاہیں کا تجسس
جی سکتے ہیں بے روشنیٔ دانش و فرہنگ!

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے، طاؤس فقط رنگ!

۶۰

فقر کے ہیں معجزات تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر فقر ہے شاہوں کا شاہ

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد
فقر کا مقصود ہے عفتِ قلب و نگاہ

علم فقیہ و حکیم، فقر مسیح و کلیم
علم ہے جویائے راہ فقر ہے دانائے راہ

فقر مقامِ نظر، علم مقامِ خبر
فقر میں مستی ثواب، علم میں مستی گناہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

علم کا موجود اور فقر کا موجود اور — اشہد ان لا الہ اشہد ان لا الہ

* چڑھتی ہے جب فقر کی سان پہ تیغ خودی — ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کار سپاہ!

دل اگر اس خاک میں زندہ و بیدار ہو — تیری نگہ توڑ دے آئینۂ مہر و ماہ!

61

کمال جوش جنوں میں رہا میں گرم طواف — خدا کا شکر سلامت رہا حرم کا غلاف

یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لیے — کہ یک زباں ہیں فقیہان شہر میرے خلاف!

تڑپ رہا ہے فلاطوں میان غیب و حضور — ازل سے اہل خرد کا مقام ہے اعراف!

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب — گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

سرور و سوز میں ناپائدار ہے ورنہ — مئے فرنگ کا تہ جرعہ بھی نہیں ناصاف! ناپائیدار

62

شعور و ہوش و خرد کا معاملہ ہے عجیب — مقام شوق میں ہیں سب دل و نظر کے رقیب!

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا — مسائل نظری میں الجھ گیا ہے خطیب!

اگرچہ میرے نشیمن کا کر رہا ہے طواف — مری نوا میں نہیں طائر چمن کا نصیب!

سنا ہے میں نے سخن رس ہے ترک عثمانی — سنائے کون اسے اقبال کا یہ شعر غریب!

سمجھ رہے ہیں وہ یورپ کو ہم جوار اپنا — ستارے جن کے نشیمن سے ہیں زیادہ قریب!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

وہ رسمِ حرم نا محرمانہ!
کلیسا کی ادا سوداگرانہ
تبرک ہے مرا پیراہنِ چاک
نہیں اہلِ جنوں کا یہ زمانہ!

خودی کی خلوتوں میں گم رہا میں
خدا کے سامنے گویا نہ تھا میں!
نہ دیکھا آنکھ اٹھا کر جلوۂ دوست
قیامت میں تماشا بن گیا میں!

ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا
تڑپ جا پیچ کھا کھا کر بدل جا
نہیں ساحل تری قسمت میں اے موج!
ابھر کر جس طرف چاہے نکل جا!

یقیں مثلِ خلیل آتش نشینی!
یقیں اللہ مستی خود گزینی!
سن اے تہذیبِ حاضر کے گرفتار
غلامی سے بتر ہے بے یقینی!

مکانی ہوں کہ آزادِ مکاں ہوں؟
جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں؟
وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست
مجھے اتنا بتا دیں میں کہاں ہوں!

عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے
حرم کا رازِ توحیدِ اُمم ہے!
تہی وحدت سے ہے اندیشۂ غرب
کہ تہذیبِ فرنگی بے حرم ہے!

پریشاں کاروبارِ آشنائی
پریشاں تر مری رنگیں نوائی
کبھی میں ڈھونڈتا ہوں لذتِ وصل
خوش آتا ہے کبھی سوزِ جدائی!

ہر اک ذرہ میں ہے شاید مکیں دل
اسی جلوت میں ہے خلوت نشیں دل
اسیرِ دوش و فردا ہے ولیکن
غلامِ گردشِ دوراں نہیں دل!

کوئی دیکھے تو میری نے نوازی
نفس ہندی مقامِ نغمہ تازی!
نگہ آلودۂ اندازِ افرنگ
طبیعت غزنوی قسمت ایازی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری
تری آنکھوں میں بیباکی نہیں ہے!

جمالِ عشق و مستی نے نوازی
جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدر
زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی!

نہ مومن ہے نہ مومن کی امیری
رہا صوفی گئی روشن ضمیری
خدا سے پھر وہی قلب و نظر مانگ
نہیں ممکن امیری بے فقیری!

وہ میرا رونقِ محفل کہاں ہے
مری بجلی مرا حاصل کہاں ہے
مقام اسکا ہے دل کی خلوتوں میں
خدا جانے مقامِ دل کہاں ہے!

نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ و بو میں
خرد کھوئی گئی ہے چار سو میں
نہ چھوڑ اے دل فغانِ صبحگاہی
اماں شاید ملے اللہ ہو میں!

ترے سینے میں دم ہے دل نہیں ہے
ترا دم گرمیِ محفل نہیں ہے
گذر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے!

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی!

سوارِ ناقہ و محمل نہیں میں
نشانِ جادہ ہوں منزل نہیں میں
مری تقدیر ہے خاشاک سوزی
فقط بجلی ہوں میں حاصل نہیں میں!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ترا جوہر ہے نوری پاک ہے تو
فروغِ دیدۂ افلاک ہے تو
ترے صیدِ زبوں افرشتہ و حور
کہ شاہینِ شہِ لولاک[٣] ہے تو!

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

خودی کے زور سے دنیا پہ چھا جا
مقامِ رنگ و بو کا راز پا جا
برنگِ بحر ساحل آشنا رہ
کفِ ساحل سے دامن کھینچتا جا!

چمن میں رختِ گل شبنم سے تر ہے
سمن ہے سبزہ ہے بادِ سحر ہے
مگر ہنگامہ ہو سکتا نہیں گرم
یہاں کا لالہ بے سوزِ جگر ہے!

خرد سے راہرو روشن بصر ہے
خرد کیا ہے چراغِ رہگزر ہے
درونِ خانہ ہنگامے ہیں کیا کیا
چراغِ رہگزر کو کیا خبر ہے!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۲۳

دعا

(مسجد قرطبہ میں لکھی گئی)

ہے یہی میری نماز ہے یہی میرا وضو — میری نواؤں میں ہے میرے جگر کا لہو!
صحبتِ اہلِ صفا نور و حضور و سرور — سرخوش و پُرسوز ہے لالہ لبِ آبجو
راہِ محبت میں ہے کون کسی کا رفیق — ساتھ مرے رہ گئی ایک مری آرزو!
میرا نشیمن نہیں درگہِ میر و وزیر — میرا نشیمن بھی تو شاخِ نشیمن بھی تو!
تجھ سے گریباں مرا مطلعِ صبحِ نشور — تجھ سے مرے سینے میں آتشِ اللہ ھُو!
تجھ سے مری زندگی سوز و تب و درد و داغ — تو ہی مری آرزو تو ہی مری جستجو!
پاس اگر تو نہیں شہر ہے ویراں تمام — تو ہے تو آباد ہیں اجڑے ہوئے کاخ و کو!
پھر وہ شرابِ کہن مجھ کو عطا کر کہ میں — ڈھونڈ رہا ہوں اسے توڑ کے جام و سبو!
چشمِ کرم ساقیا دیر سے ہیں منتظر — جلوتیوں کے سبو خلوتیوں کے کدو!
تیری خدائی سے ہے میرے جنوں کو گلہ — اپنے لئے لامکاں میرے لئے چار سو!
فلسفہ و شعر کی اور حقیقت ہے کیا — حرفِ تمنا جسے کہہ نہ سکیں رو برو!

دمِ عارف نسیمِ صبحدم ہے — اسی سے ریشۂ معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیبؑ آئے میسر — شبانی سے کلیمی دو قدم ہے!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

(ہسپانیہ کی سرزمین بالخصوص قرطبہ میں لکھی گئی)

سلسلۂ روز و شب نقش گرِ حادثات — سلسلۂ روز و شب اصلِ حیات و ممات

سلسلۂ روز و شب تارِ حریرِ دو رنگ — جس سے بناتی ہے ذات اپنی قبائے صفات

سلسلۂ روز و شب سازِ ازل کی فغاں — جس سے دکھاتی ہے ذات زیر و بمِ ممکنات

تجھ کو پرکھتا ہے یہ مجھ کو پرکھتا ہے یہ — سلسلۂ روز و شب صیرفیِ کائنات

تو ہو اگر کم عیار میں ہوں اگر کم عیار — موت ہے تیری برات موت ہے میری برات

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا — ایک زمانے کی رو جس میں نہ دن ہے نہ رات!

آنی و فانی تمام معجزہ ہائے ہنر — کارِ جہاں بے ثبات! کارِ جہاں بے ثبات!

اول و آخر فنا باطن و ظاہر فنا — نقشِ کہن ہو کہ نو منزلِ آخر فنا!

ہے مگر اس نقش میں رنگِ ثباتِ دوام — جس کو کیا ہو کسی مردِ خدا نے تمام

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحب فروغ — عشق ہے اصلِ حیات موت ہے اس پر حرام

تند و سبک سیر ہے گرچہ زمانے کی رو — عشق خود اک سیل ہے سیل کو لیتا ہے تھام

عشق کی تقویم میں عصرِ رواں کے سوا — اور زمانے بھی ہیں جن کا نہیں کوئی نام!

عشق دمِ جبرئیل عشق دلِ مصطفیٰ — عشق خدا کا رسول، عشق خدا کا کلام!

عشق کی مستی سے ہے پیکرِ گل تابناک — عشق ہے صہبائے خام عشق ہے کاس الکرام

عشق فقیہِ حرم، عشق امیرِ جنود — عشق ہے ابن السبیل اسکے ہزاروں مقام!

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات — عشق سے نورِ حیات عشق سے نارِ حیات

اے حرمِ قرطبہ! عشق سے تیرا وجود — عشق سراپا دوام جس میں نہیں رفت و بود

رنگ ہو یا خشت و سنگ چنگ ہو یا حرف و صوت — معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

قطرۂ خونِ جگر سل کو بناتا ہے دل — خونِ جگر سے صدا سوز و سرور و سرود!

تیری فضا دلفروز میری نوا سینہ سوز — تجھ سے دلوں کا حضور مجھ سے دلوں کی کشود

عرشِ معلّٰی سے کم سینۂ آدم نہیں — گرچہ کفِ خاک کی حد ہے سپہرِ کبود

پیکرِ نوری کو ہے سجدہ میسّر تو کیا — اسکو میسّر نہیں سوز و گدازِ سجود!

کافرِ ہندی ہوں میں دیکھ مرا ذوق و شوق — دل میں صلوٰۃ و درود لب پہ صلوٰۃ و درود

شوق مری لے میں ہے شوق مری نے میں ہے — نغمۂ اَللّٰہ ھُو میرے رگ و پے میں ہے

تیرا جلال و جمال مردِ خدا کی دلیل — وہ بھی جلیل و جمیل تو بھی جلیل و جمیل

تیری بنا پائدار تیرے ستوں بے شمار — شام کے صحرا میں ہو جیسے ہجومِ نخیل

تیرے در و بام پر وادیٔ ایمن کا نور — تیرا منارِ بلند جلوہ گہِ جبرئیل

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے — اسکی اذانوں سے فاش سرِّ کلیمؑ و خلیلؑ

اس کی زمیں بے حدود اسکا افق بے ثغور — اسکے سمندر کی موج دجلہ و دنیوب و نیل!

اسکے زمانے عجیب اسکے فسانے غریب — عہدِ کہن کو دیا اس نے پیامِ رحیل!

ساقیٔ اربابِ ذوق، فارسِ میدانِ شوق — بادہ ہے اسکا رحیق، تیغ ہے اسکی اصیل!

مردِ سپاہی ہے وہ اسکی زرہ لا اِلٰہ — سایۂ شمشیر میں اسکی پنہ لا اِلٰہ

تجھ سے ہوا آشکار بندۂ مومن کا راز — اسکے دنوں کی تپش اسکی شبوں کی گداز

اسکا مقام بلند اسکا خیال عظیم — اسکا سرور اسکا شوق اسکا نیاز اسکا ناز

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ — غالب و کار آفریں کارکشا کارساز

خاکی و نوری نہاد بندۂ مولا صفات — ہر دو جہاں سے غنی اسکا دلِ بے نیاز

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اسکی امیدیں قلیل اسکے مقاصد جلیل — اسکی ادا دلفریب اسکی نگہ دل نواز

نرم دمِ گفتگو گرم دمِ جستجو — رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

نقطۂ پرکارِ حق مردِ خدا کا یقیں — اور یہ عالم تمام وہم و طلسم و مجاز

عقل کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمیٔ محفل ہے وہ

کعبۂ اربابِ فن سطوتِ دینِ مبین — تجھ سے حرم مرتبت اندلسیوں کی زمیں

ہے تہِ گردوں اگر حسن میں تیری نظیر — قلبِ مسلماں میں ہے اور نہیں ہے کہیں!

آہ وہ مردانِ حق! وہ عربی شہسوار — حاملِ "خلقِ عظیم" صاحبِ صدق و یقیں

جن کی حکومت سے ہے فاش یہ رمزِ غریب — سلطنتِ اہلِ دل فقر ہے شاہی نہیں!

جنکی نگاہوں نے کی تربیتِ شرق و غرب — ظلمتِ یورپ میں تھی جنکی خرد راہ بیں

جنکے لہو کے طفیل آج بھی ہیں اندلسی — خوش دل و گرم اختلاط سادہ و روشن جبیں

آج بھی اس دیس میں عام ہے چشمِ غزال — اور نگاہوں کے تیر آج بھی ہیں دلنشیں

بوئے یمن آج بھی اسکی ہواؤں میں ہے!
رنگِ حجاز آج بھی اسکی نواؤں میں ہے!

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں آسماں — آہ! کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

کون سی وادی میں ہے کونسی منزل میں ہے — عشقِ بلاخیز کا قافلۂ سخت جاں!

دیکھ چکا المنی شورشِ اصلاحِ دیں — جس نے نہ چھوڑے کہیں نقشِ کہن کے نشاں

حرفِ غلط بن گئی عصمتِ پیرِ کنشت — اور ہوئی فکر کی کشتیٔ نازک رواں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

چشمِ فرانسیس بھی دیکھ چکی انقلاب — جس سے دگرگوں ہوا مغربیوں کا جہاں

ملتِ رومی نژاد کہنہ پرستی سے پیر — لذتِ تجدید سے وہ بھی ہوئی پھر جواں

روحِ مسلماں میں ہے آج وہی اضطراب — رازِ خدائی ہے یہ کہہ نہیں سکتی زباں!

دیکھئے اس بحر کی تہ سے اچھلتا ہے کیا
گنبدِ نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا!

وادیٔ کہسار میں غرقِ شفق ہے سحاب — لعلِ بدخشاں کے ڈھیر چھوڑ گیا آفتاب!

سادہ و پُرسوز ہے دخترِ دہقاں کا گیت — کشتیٔ دل کیلئے سیل ہے عہدِ شباب!

آبِ روانِ کبیر! تیرے کنارے کوئی — دیکھ رہا ہے کسی اور زمانے کا خواب!

عالمِ نو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں — میری نگاہوں میں ہے اسکی سحر بے حجاب

پردہ اٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے — لا نہ سکیگا فرنگ میری نواؤں کی تاب

جسمیں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی — روحِ اُمم کی حیات کشمکشِ انقلاب!

صورتِ شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم — کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب!

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

قید خانہ میں معتمد کی فریاد

معتمد اشبیلیہ کا بادشاہ اور عربی شاعر تھا۔ ہسپانیہ کے ایک اور حکمران نے اسکو شکست دیکر قید میں ڈالدیا تھا

معتمد کی نظمیں انگریزی میں ترجمہ ہوکر "وزڈم آف دی ایسٹ سیریز" میں شائع ہو چکی ہیں

اک فغانِ بے شرر سینے میں باقی رہ گئی　　سوز بھی رخصت ہوا جاتی رہی تاثیر بھی!
مردِ حُر زنداں میں ہے بے نیزہ و شمشیر آج　　میں پشیماں ہوں پشیماں ہے مری تدبیر بھی!
خود بخود زنجیر کی جانب کھنچا جاتا ہے دل　　تھی اسی فولاد سے شاید مری شمشیر بھی!
جو مری تیغِ دو دم تھی اب مری زنجیر ہے　　شوخ و بے پروا ہے کتنا خالقِ تقدیر بھی!

عبدالرحمن اول کا بویا ہوا کھجور کا پہلا درخت — سرزمینِ اندلس میں — یہ اشعار جو عبدالرحمن اول کی تصنیف سے ہیں تاریخ المقری میں درج ہیں۔ مندرجہ ذیل اردو نظم انکا آزاد ترجمہ ہے (درختِ مذکور مدینۃ الزہرا میں بویا گیا تھا)

میری آنکھوں کا نور ہے تو　　میرے دل کا سرور ہے تو
اپنی وادی سے دور ہوں میں　　میرے لیے نخلِ طور ہے تو!
مغرب کی ہوا نے تجھکو پالا　　صحرائے عرب کی حور ہے تو!
پردیس میں ناصبور ہوں میں　　پردیس میں ناصبور ہے تو
غربت کی ہوا میں بارور ہو　　ساقی تیرا نمِ سحر ہو!
عالم کا عجیب ہے نظارہ　　دامانِ نگہ ہے پارہ پارہ
ہمت کو شناوری مبارک　　پیدا نہیں بحر کا کنارہ!
ہے سوزِ دروں سے زندگانی　　اٹھتا نہیں خاک سے شرارہ
صبحِ غربت میں اور چمکا　　ٹوٹا ہوا شام کا ستارہ
مومن کے جہاں کی حد نہیں ہے!　　مومن کا مقام ہر کہیں ہے!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے! وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے!
نماز و روزہ و قربانی و حج یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے!

ہسپانیہ

(ہسپانیہ کی سرزمین میں لکھے گئے) (واپس آتے ہوئے)

ہسپانیہ تو خونِ مسلماں کا امیں ہے مانندِ حرمِ پاک ہے تو میری نظر میں
پوشیدہ تری خاک میں سجدوں کے نشاں ہیں خاموش اذانیں ہیں تری بادِ سحر میں
روشن تھیں ستاروں کی طرح انکی سنانیں خیمے تھے کبھی جنکے ترے کوہ و کمر میں
پھر تیرے حسینوں کو ضرورت ہے حنا کی؟ باقی ہے ابھی رنگ مرے خونِ جگر میں!
کیونکر خس و خاشاک سے دب جائے مسلماں مانا وہ تب و تاب نہیں اسکے شرر میں!
غرناطہ بھی دیکھا مری آنکھوں نے ولیکن تسکینِ مسافر نہ سفر میں نہ حضر میں!
دیکھا بھی دکھایا بھی سنایا بھی سنا بھی ہے دل کی تسلی نہ نظر میں نہ خبر میں!

کھلے جاتے ہیں اسرارِ نہانی گیا دورِ حدیثِ لن ترانی
ہوئی جسکی خودی پہلے نمودار وہی مہدی وہی آخر زمانی!

طارق کی دعا

(اندلس کے میدانِ جنگ میں)

یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذتِ آشنائی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن — نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی!

خیاباں میں ہے منتظر لالہ کب سے — قبا چاہیے اسکو خونِ عرب سے!

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا — خبر میں، نظر میں، اذانِ سحر میں!

طلب جسکی صدیوں سے تھی زندگی کو — وہ سوز اس نے پایا انہیں کے جگر میں!

کشادِ درِ دل سمجھتے ہیں اسکو — ہلاکت نہیں موت انکی نظر میں!

دلِ مردِ مومن میں پھر زندہ کردے — وہ بجلی کہ تھی نعرۂ لاتذر میں!

عزائم کو سینوں میں بیدار کردے — نگاہِ مسلماں کو تلوار کردے!

زمانے کی یہ گردش جاودانہ — حقیقت ایک تو باقی فسانہ!

کسی نے دوش دیکھا ہے نہ فردا — فقط امروز ہے تیرا زمانہ!

لینن

(خدا کے حضور میں)

اے انفس و آفاق میں پیدا ترے آیات — حق یہ ہے کہ ہے زندہ و پائندہ تری ذات

میں کیسے سمجھتا کہ تو ہے یا کہ نہیں ہے — ہر دم متغیر تھے خرد کے نظریات

محرم نہیں فطرت کے سرودِ ازلی سے — بینائے کواکب ہو کہ دانائے نباتات!

آج آنکھ نے دیکھا تو وہ عالم ہوا ثابت — میں جسکو سمجھتا تھا کلیسا کے خرافات

ہم بندِ شب و روز میں جکڑے ہوئے بندے — تو خالقِ اعصار و نگارندۂ آنات

اک بات اگر مجھکو اجازت ہو تو پوچھوں — حل کر نہ سکے جسکو حکیموں کے مقالات!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

جب تک میں جیا خیمۂ افلاک کے نیچے
کانٹے کی طرح دل میں کھٹکتی رہی یہ بات

گفتار کے اسلوب پہ قابو نہیں رہتا
جب روح کے اندر متلاطم ہوں خیالات

وہ کون آدم کہ تو جسکا ہے معبود؟
وہ آدم خاکی کہ جو ہے زیر سماوات؟

مشرق کے خداوند سفیدان فرنگی!
مغرب کے خداوند درخشندہ فلزات!

یورپ میں بہت روشنی علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات!

رعنائی تعمیر میں، رونق میں، صفا میں
گرجوں سے کہیں بڑھکے ہیں بنکوں کے عمارات!

ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھوں کیلئے مرگ مفاجات!

یہ علم یہ حکمت یہ تدبر یہ حکومت!
پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات!

بیکاری و عریانی و میخواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات؟

وہ قوم کہ فیضان سماوی سے ہو محروم
حد اسکے کمالات کی ہے برق و بخارات!

ہے دل کیلئے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات!

آثار تو کچھ کچھ نظر آتے ہیں کہ آخر
تدبیر کو تقدیر کے شاطر نے کیا مات

میخانے کی بنیاد میں آیا ہے تزلزل
بیٹھے ہیں اسی فکر میں پیران خرابات

چہروں پہ جو سرخی نظر آتی ہے سر شام
یا غازہ ہے یا ساغر و مینا کی کرامات

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟
دنیا ہے تری منتظر روز مکافات!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

فرشتوں کا گیت

عقل ہے بے زمام ابھی عشق ہے بے مقام ابھی
نقش گرِ ازل ترا نقش ہے ناتمام ابھی!

خلقِ خدا کی گھات میں رند و فقیہہ و میر و پیر
تیرے جہاں میں ہے وہی گردشِ صبح و شام ابھی!

تیرے امیر مال مست، تیرے فقیر حال مست
بندہ ہے کوچہ گرد ابھی خواجہ بلند بام ابھی!

دانش و دین و علم و فن بندگیِ ہوس تمام
عشقِ گرہ کشائے کا فیض نہیں ہے عام ابھی!

جوہرِ زندگی ہے عشق جوہرِ عشق ہے خودی
آہ کہ ہے یہ تیغِ تیز پردگیِ نیام ابھی!

فرمانِ خدا

(فرشتوں سے)

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگادو
کاخِ امرا کے در و دیوار ہلادو

گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے
کنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑادو

سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹادو

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلادو

کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھادو

حق را بسجودے، صنماں را بطوافے!
بہتر ہے چراغِ حرم و دیر بجھا دو!

میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے
میرے لئے مٹی کا حرم اور بنا دو!

تہذیبِ نوی کارگہِ شیشہ گراں ہے
آدابِ جنوں شاعرِ مشرق کو سکھادو!

حکیمی نامسلمانی خودی کی
کلیمی رمزِ پنہانی خودی کی

تجھے گُر فقر و شاہی کا بتادوں
غریبی میں نگہبانی خودی کی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ذوق و شوق

ان اشعار میں سے اکثر فلسطین میں لکھے گئے

"دریغ آمدم زاں ہمہ بوستاں — تہی دست رفتن سوئے دوستاں"

قلب و نظر کی زندگی دشت میں صبح کا سماں — چشمۂ آفتاب سے نور کی ندیاں رواں!

حسن ازل کی ہے نمود، چاک ہے پردۂ وجود — دل کے لیے ہزار سود ایک نگاہ کا زیاں!

سرخ و کبود بدلیاں چھوڑ گیا سحاب شب — کوہ اضم کو دے گیا رنگ برنگ طیلساں!

گرد سے پاک ہے ہوا برگ نخیل دھل گئے — ریگ نواح کاظمہ نرم ہے مثل پرنیاں!

آگ بجھی ہوئی ادھر، ٹوٹی ہوئی طناب ادھر — کیا خبر اس مقام سے گزرے ہیں کتنے کارواں!

آئی صدائے جبرئیل تیرا مقام ہے یہی
اہل فراق کے لیے عیش دوام ہے یہی!

کس سے کہوں کہ زہر ہے میرے لیے مے حیات — کہنہ ہے بزم کائنات تازہ ہیں میرے واردات!

کیا نہیں اور غزنوی کارگہ حیات میں — بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات!

ذکر عرب کے سوز میں فکر عجم کے ساز میں — نے عربی مشاہدات نے عجمی تخیلات!

قافلۂ حجاز میں ایک حسین بھی نہیں — گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات!

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق — عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات!

صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسین بھی ہے عشق!
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق!

آیۂ کائنات کا معنی دیریاب تو! — نکلے تری تلاش میں قافلہ ہائے رنگ و بو!

جلوتیان مدرسہ کور نگاہ و مردہ ذوق — خلوتیان مے کدہ کم طلب و تہی کدو!

میں کہ مری غزل میں ہے آتش رفتہ کا سراغ — میری تمام سرگزشت کھوئے ہوؤں کی جستجو!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

باد صبا کی موج سے نشوونمائے خار و خس
میرے نفس کی موج سے نشوونمائے آرزو!

خونِ دل و جگر سے ہے میری نوا کی پرورش
ہے رگِ ساز میں رواں صاحبِ ساز کا لہو!

"فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بیقرار را
یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را"

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب!
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب!

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب!

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب! میرا سجود بھی حجاب!

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو! عشق حضور و اضطراب!

تیرہ و تار ہے جہاں گردشِ آفتاب سے!
طبعِ زمانہ تازہ کر جلوۂ بے حجاب سے!

تیری نظر میں ہیں تمام میرے گزشتہ روز و شب
مجھ کو خبر نہ تھی کہ ہے علم نخیلِ بے رطب!

تازہ مرے ضمیر میں معرکۂ کہن ہوا
عشق تمام مصطفیٰ! عقل تمام بولہب!

گاہ بحیلہ می برد، گاہ بزور می کشد
عشق کی ابتدا عجب! عشق کی انتہا عجب!

عالمِ سوز و ساز میں وصل سے بڑھ کے ہے فراق
وصل میں مرگِ آرزو! ہجر میں لذتِ طلب!

عینِ وصال میں مجھے حوصلۂ نظر نہ تھا
گرچہ بہانہ جو رہی میری نگاہِ بے ادب!

گرمئ آرزو فراق! شورشِ ہائے و ہو فراق!
موج کی جستجو فراق! قطرہ کی آبرو فراق!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

پروانہ اور جگنو

پروانہ

پروانے کی منزل سے بہت دور ہے جگنو
کیوں آتشِ بے سوز پہ مغرور ہے جگنو

جگنو

اللہ کا سو شکر کہ پروانہ نہیں میں
دریوزہ گرِ آتشِ بیگانہ نہیں میں!

جاوید کے نام

خودی کے ساز میں ہے عمرِ جاوداں کا سراغ!
خودی کے سوز سے روشن ہیں امتوں کے چراغ!

یہ ایک بات کہ آدم ہے صاحبِ مقصود
ہزار گونہ فروغ و ہزار گونہ فراغ!

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ!

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ!

ٹھہر سکا نہ کسی خانقاہ میں اقبال
کہ ہے ظریف و خوش اندیشہ و شگفتہ دماغ!

گدائی

میکدے میں ایک دن اک رندِ زیرک نے کہا
ہے ہمارے شہر کا والی گدائے بے حیا!

تاج پہنایا ہے کس کی بے کلاہی نے اسے؟
کس کی عریانی نے بخشی ہے اسے زریں قبا؟

اس کے آبِ لالہ گوں کی خونِ دہقاں سے کشید
تیرے میرے کھیت کی مٹی ہے اس کی کیمیا!

اس کے نعمت خانے کی ہر چیز ہے مانگی ہوئی
دینے والا کون ہے؟ مردِ غریب و بے نوا!

مانگنے والا گدا ہے! صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطاں سب گدا!

(ماخوذ از انوری)

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مُلّا اور بہشت

میں بھی حاضر تھا وہاں ضبطِ سخن کر نہ سکا — حق سے جب حضرتِ مُلّا کو ملا حکمِ بہشت!
عرض کی میں نے الٰہی مری تقصیر معاف — خوش نہ آئینگے اسے حور و شراب و لبِ کشت
نہیں فردوس مقامِ جدل و قال و اقول! — بحث و تکرار اس اللہ کے بندے کی سرشت!
ہے بدآموزیٔ اقوام و ملل کام اسکا — اور جنت میں نہ مسجد نہ کلیسا نہ کنشت!

دین و سیاست

کلیسا کی بنیاد رہبانیت تھی — سماتی کہاں اس فقیری میں میری!
خصومت تھی سلطانی و راہبی میں — کہ وہ سربلندی ہے یہ سربزیری
سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا — چلی کچھ نہ پیرِ کلیسا کی پیری
ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی — ہوس کی امیری، ہوس کی وزیری!
دوئی ملک و دیں کیلئے نامرادی — دوئی چشمِ تہذیب کی بےبصیری
یہ اعجاز ہے ایک صحرا نشیں کا — بشیری ہے آئینہ دارِ نذیری!
اسی میں حفاظت ہے انسانیت کی — کہ ہوں ایک جنیدی و اردشیری!

الارض للّٰہ

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟ — کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچکر پچھم سے بادِ سازگار؟ — خاک یہ کسکی ہے؟ کسکا ہے یہ نورِ آفتاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟ — موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئی انقلاب؟

دِہ خدایا یہ زمیں تیری نہیں، تیری نہیں!
تیرے آبا کی نہیں، تیری نہیں، میری نہیں!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust.

ایک نوجوان کے نام

ترے صوفے ہیں افرنگی ترے قالیں ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی!

امارت کیا شکوہِ خسروی بھی ہو تو کیا حاصل
نہ زورِ حیدری تجھ میں نہ استغنائے سلمانی

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیبِ حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغنا میں معراجِ مسلمانی!

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں!

نہ ہو نومید نومیدی زوالِ علم و عرفاں ہے
امیدِ مردِ مومن ہے خدا کے رازدانوں میں!

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے! بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں!

نصیحت

بچۂ شاہیں سے کہتا تھا عقابِ سالخورد
اے ترے شہپر پہ آساں رفعتِ چرخِ بریں!

ہے شباب اپنے لہو کی آگ میں جلنے کا نام
سخت کوشی سے ہے تلخِ زندگانی انگبیں!

جو کبوتر پر جھپٹنے میں مزا ہے اے پسر
وہ مزا شاید کبوتر کے لہو میں بھی نہیں!

لالۂ صحرا

یہ گنبدِ مینائی! یہ عالمِ تنہائی!
مجھ کو تو ڈراتی ہے اس دشت کی پہنائی!

بھٹکا ہوا راہی میں بھٹکا ہوا راہی تو
منزل ہے کہاں تیری اے لالۂ صحرائی؟

خالی ہے کلیموں سے یہ کوہ و کمر ورنہ
تو شعلۂ سینائی میں شعلۂ سینائی!

تو شاخ سے کیوں پھوٹا میں شاخ سے کیوں ٹوٹا
اک جذبۂ پیدائی! اک لذتِ یکتائی!

غواصِ محبت کا اللہ نگہباں ہو
ہر قطرۂ دریا میں دریا کی ہے گہرائی!

اس موج کے ماتم میں روتی ہے بھنور کی آنکھ
دریا سے اٹھی لیکن ساحل سے نہ ٹکرائی!

ہے گرمیِ آدم سے ہنگامۂ عالم گرم
سورج بھی تماشائی تارے بھی تماشائی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ای بادِ بیابانی مجھ کو بھی عنایت ہو — خاموشی و دل سوزی سرمستی و رعنائی!

اقبال نے کل اہلِ خیاباں کو سنایا — یہ شعرِ نشاط آور و پُرسوز و طربناک
میں صورتِ گل دستِ صبا کا نہیں محتاج — کرتا ہے مرا جوشِ جنوں میری قبا چاک!

ساقی نامہ ص ۱۶۶

ہوا خیمہ زن کاروانِ بہار ۱ ارم بن گیا دامنِ کوہسار!
گل و نرگس و سوسن و نسترن ۲ شہیدِ ازل لالہ خونیں کفن!
جہاں چھپ گیا پردۂ رنگ میں ۳ لہو کی ہے گردش رگِ سنگ میں!
فضا نیلی نیلی ہوا میں سرور ۴ ٹھہرتے نہیں آشیاں میں طیور
وہ جوئے کہستان اچکتی ہوئی ۵ اٹکتی لچکتی سرکتی ہوئی
اچھلتی پھسلتی سنبھلتی ہوئی ۶ بڑے پیچ کھا کر نکلتی ہوئی
رکے جب تو سل چیر دیتی ہے یہ! ۷ پہاڑوں کے دل چیر دیتی ہے یہ!
ذرا دیکھ اے ساقیٔ لالہ فام ۸ سناتی ہے یہ زندگی کا پیام!
پلا دے مجھے وہ مئے پردہ سوز ۹ کہ آتی نہیں فصلِ گل روز روز!
وہ مے جس سے روشن ضمیرِ حیات! ۱۰ وہ مے جس سے ہے مستیٔ کائنات!
وہ مے جس میں ہے سوز و سازِ ازل ۱۱ وہ مے جس سے کھلتا ہے رازِ ازل!
اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے ۱۲
لڑا دے ممولے کو شہباز سے!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

زمانے کے انداز بدلے گئے ۱۳ نیا راگ ہے ساز بدلے گئے

ہوا اس طرح فاش رازِ فرنگ ۱۴ کہ حیرت میں ہے شیشہ بازِ فرنگ!

پرانی سیاست گری خوار ہے ۱۵ زمیں میر و سلطاں سے بیزار ہے!

گیا دورِ سرمایہ داری گیا ۱۶ تماشا دکھا کر مداری گیا!

گراں خواب چینی سنبھلنے لگے ۱۷ ہمالہ کے چشمے ابلنے لگے!

دلِ طورِ سینا و فاراں دو نیم ۱۸ تجلی کا پھر منتظر ہے کلیم!

مسلماں ہے توحید میں گرم جوش ۱۹ مگر دل ابھی تک ہے زنار پوش!

تمدن تصوف شریعت کلام ۲۰ بتانِ عجم کے پجاری تمام!

حقیقت خرافات میں کھو گئی ۲۱ یہ امت روایات میں کھو گئی!

لبھاتا ہے دل کو کلامِ خطیب ۲۲ مگر لذتِ شوق سے بے نصیب!

بیاں اس کا منطق سے سلجھا ہوا ۲۳ لغت کے بکھیڑوں میں الجھا ہوا!

وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد ۲۴ محبت میں یکتا حمیت میں فرد

عجم کے خیالات میں کھو گیا! ۲۵ یہ سالک مقامات میں کھو گیا!

۲۶ بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے!

مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے!

شراب کہن پھر پلا ساقیا ۲۷ وہی جام گردش میں لا ساقیا

مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا ۲۸ مری خاک جگنو بنا کر اڑا!

خرد کو غلامی سے آزاد کر ۲۹ جوانوں کو پیروں کا استاد کر!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ہری شاخِ ملّت ترے نم سے ہے ۳۰ نفس اس بدن میں ترے دم سے ہے

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے! ۳۱ دلِ مرتضیٰ سوزِ صدیق دے!

جگر سے وہی تیر پھر پار کر! ۳۲ تمنا کو سینوں میں بیدار کر!

ترے آسمانوں کے تاروں کی خیر ۳۳ زمینوں کے شب زندہ داروں کی خیر!

جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے ۳۴ مرا عشق میری نظر بخش دے

مری ناؤ گرداب سے پار کر ۳۵ یہ ثابت ہے تو اسکو سیّار کر!

بتا مجھکو اسرارِ مرگ و حیات ۳۶ کہ تیری نگاہوں میں ہے کائنات!

مرے دیدۂ تر کی بے خوابیاں! ۳۷ مرے دل کی پوشیدہ بے تابیاں!

مرے نالۂ نیم شب کا نیاز! ۳۸ مری خلوت و انجمن کا گداز!

امنگیں مری آرزوئیں مری! ۳۹ امیدیں مری جستجوئیں مری!

مری فطرت آئینۂ روزگار! ۴۰ غزالانِ افکار کا مرغزار!

مرا دل مری رزم گاہِ حیات! ۴۱ گمانوں کے لشکر یقیں کا ثبات!

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر! ۴۲ اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر!

۴۳ مرے قافلے میں لٹا دے اسے!

لٹا دے ٹھکانے لگا دے اسے!

دمادم رواں ہے یمِ زندگی ۴۴ ہر اک شے سے پیدا رمِ زندگی

اسی سے ہوئی ہے بدن کی نمود ۴۵ کہ شعلے میں پوشیدہ ہے موجِ دود!

گراں گرچہ ہے صحبتِ آب و گل ۴۶ خوش آئی اسے محنتِ آب و گل

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

یہ ثابت بھی ہے اور سیّار بھی! ۴۷ عناصر کے پھندوں سے بیزار بھی!

یہ وحدت ہے کثرت میں ہر دم اسیر! ۴۸ مگر ہر کہیں بے چگوں بے نظیر!

یہ عالم یہ بتخانۂ شش جہات ۴۹ اسی نے تراشا ہے یہ سومنات!

پسند اسکو تکرار کی خو نہیں ۵۰ کہ تو میں نہیں اور میں تو نہیں

من و تو سے ہے انجمن آفریں ۵۱ مگر عینِ محفل میں خلوت نشیں

چمک اسکی بجلی میں تارے میں ہے ۵۲ یہ چاندی میں سونے میں پارے میں ہے

اسی کے بیاباں اسی کے ببول ۵۳ اسی کے ہیں کانٹے اسی کے ہیں پھول

کہیں اسکی طاقت سے کہسار چور ۵۴ کہیں اسکے پھندے میں جبریل و حور!

کہیں جرہ شاہینِ سیماب رنگ ۵۵ لہو سے چکوروں کے آلودہ چنگ

کبوتر کہیں آشیانے سے دور! ۵۶ پھڑکتا ہوا جال میں ناصبور!

فریبِ نظر ہے سکون و ثبات ۵۷ تڑپتا ہے ہر ذرۂ کائنات

ٹھہرتا نہیں کاروانِ وجود ۵۸ کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود

سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی ۵۹ فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی

بہت اس نے دیکھے ہیں پست و بلند ۶۰ سفر اسکو منزل سے بڑھکر پسند

سفر زندگی کیلئے برگ و ساز ۶۱ سفر ہے حقیقت حضر ہے مجاز

الجھ کر سلجھنے میں لذت اسے ۶۲ تڑپنے پھڑکنے میں راحت اسے!

ہوا جب اسے سامنا موت کا ۶۳ کٹھن تھا بڑا تھامنا موت کا

اتر کر جہانِ مکافات میں ۶۴ رہی زندگی موت کی گھات میں!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مذاقِ دوئی سے بنی زوج زوج ۶۵ اٹھی دشت و کہسار سے فوج فوج!

گل اس شاخ سے ٹوٹتے بھی رہے ۶۶ اسی شاخ سے پھوٹتے بھی رہے

سمجھتے ہیں ناداں اسے بے ثبات ۶۷ ابھرتا ہے مٹ مٹ کے نقشِ حیات!

بڑی تیز جولاں بڑی زود رس! ۶۸ ازل سے ابد تک رمِ یک نفس!

زمانہ کہ زنجیرِ ایام ہے ۶۹ دموں کے الٹ پھیر کا نام ہے!

یہ موجِ نفس کیا ہے تلوار ہے! ۷۰ خودی کیا ہے تلوار کی دھار ہے!

خودی کیا ہے رازِ درونِ حیات! ۷۱ خودی کیا ہے بیداریٔ کائنات!

خودی جلوہ بدمست و خلوت پسند ۷۲ سمندر ہے اک بوند پانی میں بند

اندھیرے اجالے میں ہے تابناک! ۷۳ من و تو میں پیدا من و تو سے پاک!

ازل اس کے پیچھے ابد سامنے! ۷۴ نہ حد اس کے پیچھے نہ حد سامنے!

زمانے کے دریا میں بہتی ہوئی ۷۵ ستم اس کی موجوں کے سہتی ہوئی

تجسس کی راہیں بدلتی ہوئی ۷۶ دمادم نگاہیں بدلتی ہوئی

سبک اس کے ہاتھوں میں سنگِ گراں ۷۷ پہاڑ اس کی ضربوں سے ریگِ رواں!

سفر اس کا انجام و آغاز ہے ۷۸ یہی اس کی تقویم کا راز ہے!

کرن چاند میں ہے شرر سنگ میں! ۷۹ یہ بے رنگ ہے ڈوب کر رنگ میں!

اسے واسطہ کیا کم و بیش سے ۸۰ نشیب و فراز و پس و پیش سے!

ازل سے ہے یہ کشمکش میں اسیر ۸۱ ہوئی خاکِ آدم میں صورت پذیر

خودی کا نشیمن ترے دل میں ہے ۸۲ فلک جس طرح آنکھ کے تل میں ہے!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

خودی کے نگہباں کو ہے زہرناب ۸۳ وہ ناں جس سے جاتی رہے اسکی آب

وہی ناں ہے اسکے لیے ارجمند ۸۴ رہے جس سے دنیا میں گردن بلند

فرو فالِ محمود سے درگذر ۸۵ خودی کو نگہ رکھ ایازی نہ کر

وہی سجدہ ہے لائقِ اہتمام ۸۶ کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام!

یہ عالم یہ ہنگامۂ رنگ و صوت ۸۷ یہ عالم کہ ہے زیرِ فرمانِ موت

یہ عالم یہ بتخانۂ چشم و گوش ۸۸ جہاں زندگی ہے فقط خورد و نوش

خودی کی یہ ہے منزلِ اولیں ۸۹ مسافر! یہ تیرا نشیمن نہیں

تری آگ اس خاکداں سے نہیں! ۹۰ جہاں تجھ سے ہے تو جہاں سے نہیں!

بڑھے جا یہ کوہِ گراں توڑ کر ۹۱ طلسمِ زمان و مکاں توڑ کر!

خودی شیرِ مولا جہاں اسکا صید! ۹۲ زمیں اسکی صید آسماں اسکا صید!

جہاں اور بھی ہیں ابھی بے نمود ۹۳ کہ خالی نہیں ہے ضمیرِ وجود

ہر اک منتظر تیرے یلغار کا ۹۴ تری شوخیٔ فکر و کردار کا

یہ ہے مقصدِ گردشِ روزگار ۹۵ کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار!

تو ہے فاتحِ عالمِ خوب و زشت! ۹۶ تجھے کیا بتاؤں تری سرنوشت!

حقیقت پہ ہے جامۂ حرف تنگ! ۹۷ حقیقت ہے آئینہ گفتار زنگ!

فروزاں ہے سینے میں شمعِ نفس ۹۸ مگر تابِ گفتار کہتی ہے بس

اگر یک سرِ موئے برتر پرم ۹۹

فروغِ تجلی بسوزد پرم!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

زمانہ

جو تھا نہیں ہے، جو ہے نہ ہوگا، یہی ہے اک حرفِ محرمانہ! قریب تر ہے نمود جسکی اسیکا مشتاق ہے زمانہ!
مری صراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں میں اپنی تسبیحِ روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ!
ہر ایک سے آشنا ہوں لیکن جدا جدا رسم و راہ میری کسی کا راکب کسی کا مرکب کسی کو عبرت کا تازیانہ!
نہ تھا اگر تو شریکِ محفل، قصور میرا ہے یا کہ تیرا؟ مرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں کسی کی خاطر مئے شبانہ!
مرے خم و پیچ کو نجومی کی آنکھ پہچانتی نہیں ہے ہدف سے بیگانہ تیر اسکا نظر نہیں جسکی عارفانہ!
شفق نہیں مغربی افق پر یہ جوئے خوں ہے! یہ جوئے خوں ہے! طلوعِ فردا کا منتظر رہ کہ دوش و امروز ہے فسانہ!
وہ فکرِ گستاخ جس نے عریاں کیا ہے فطرت کی طاقتوں کو اسیکی بیتاب بجلیوں سے خطر میں ہے اسکا آشیانہ!
ہوائیں انکی فضائیں انکی سمندر انکے جہاز انکے گرہ بھنور کی کھلے تو کیونکر؟ بھنور ہے تقدیر کا بہانہ!
جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا وہ عالمِ پیر مر رہا ہے جسے فرنگی مقامروں نے بنا دیا ہے قمارخانہ!

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ!

فرشتے آدم کو جنت سے رخصت کرتے ہیں

عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بیتابی خبر نہیں کہ خاکی ہے یا کہ سیمابی!
سنا ہے خاک سے تیری نمود ہے لیکن تری سرشت میں ہے کوکبی و مہتابی!
جمال اپنا اگر خواب میں بھی تو دیکھے ہزار ہوش سے خوشتر تری شکر خوابی!
گراں بہا ہے ترا گریۂ سحرگاہی اسی سے ہے ترے نخلِ کہن کی شادابی!
تری نوا سے ہے بے پردہ زندگی کا ضمیر کہ تیرے ساز کی فطرت نے کی ہے مضرابی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

روحِ ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ! مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ!

اس جلوۂ بے پردہ کو پردوں میں چھپا دیکھ! ایامِ جدائی کے ستم دیکھ، جفا دیکھ!

بے تاب نہ ہو معرکۂ بیم و رجا دیکھ!

ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل یہ گھٹائیں یہ گنبدِ افلاک یہ خاموش فضائیں

یہ کوہ یہ صحرا یہ سمندر یہ ہوائیں تھیں پیشِ نظر کل تو فرشتوں کی ادائیں

آئینۂ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ!

سمجھے گا زمانہ تری آنکھوں کے اشارے! دیکھیں گے تجھے دور سے گردوں کے ستارے!

ناپید ترے بحرِ تخیل کے کنارے! پہنچیں گے فلک تک تری آہوں کے شرارے!

تعمیرِ خودی کر اثرِ آہِ رسا دیکھ!

خورشیدِ جہانتاب کی ضو تیرے شرر میں! آباد ہے اک تازہ جہاں تیرے ہنر میں!

جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں! جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں!

اے پیکرِ گل کوششِ پیہم کی جزا دیکھ!

نالندہ ترے عود کا ہر تار ازل سے! تو جنسِ محبت کا خریدار ازل سے!

تو پیرِ صنم خانۂ اسرار ازل سے! محنت کش و خونریز و کم آزار ازل سے!

ہے راکبِ تقدیرِ جہاں تیری رضا دیکھ!

قطعہ

فطرت مری مانندِ نسیمِ سحری ہے رفتار ہے مری کبھی آہستہ کبھی تیز

پہناتا ہوں اطلس کی قبا لالہ و گل کو کرتا ہوں سرِ خار کو سوزن کی طرح تیز

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

پیر و مرید

مرید ہندی

چشم بینا سے ہے جاری جوئے خوں
علم حاضر سے ہے دیں زار و زبوں!

پیر رومی

علم را بر تن زنی مارے بود!
علم را بر دل زنی یارے بود!

مرید ہندی

اے امامِ عاشقانِ دردمند! یاد ہے مجھ کو ترا حرفِ بلند!
خشک مغز و خشک تار و خشک پوست ازکجا آید ایں آوازِ دوست؟
دورِ حاضر مستِ چنگ و بے سرور! بے ثبات و بے یقین و بے حضور!
کیا خبر اس کو کہ ہے یہ راز کیا! دوست کیا ہے دوست کی آواز کیا!
آہ یورپ! با فروغ و تابناک نغمہ اس کو کھینچتا ہے سوئے خاک!

پیر رومی

بر سماعِ راست ہر کس چیر نیست! طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست!

مرید ہندی

پڑھ لیے میں نے علومِ شرق و غرب
روح میں باقی ہے اب تک درد و کرب!

پیر رومی

دستِ ہر نا اہل بیمارت کند
سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

مرید ہندی

اے نگہ تیری مرے دل کی کشاد
کھول مجھ پر نکتۂ حکمِ جہاد

پیر رومی

نقشِ حق را ہم بامرِ حق شکن
بر زجاجِ دوست سنگِ دوست زن

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مرید ہندی

ہے نگاہِ خاوراں مسحورِ غرب
حورِ جنت سے ہے خوشتر حورِ غرب!

پیر رومی

ظاہرِ نقرہ گر اسپید است و نو
دست و جامہ ہم سیہ گردد ازو!

مرید ہندی

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں!
ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں!

پیر رومی

مرغِ پر نارُستہ چوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گربۂ درّاں شود!

مرید ہندی

تا کجا آویزشِ دین و وطن
جوہرِ جاں پر مقدّم ہے بدن؟

پیر رومی

قلب پہلو می زند با زر بشب
انتظارِ روز می دارد ذہب

مرید ہندی

سرِ آدم سے مجھے آگاہ کر
خاک کے ذرّے کو مہر و ماہ کر!

پیر رومی

ظاہرش را پشۂ آرد بچرخ
باطنش آمد محیطِ ہفت چرخ!

مرید ہندی

خاک تیرے نور سے روشن بصر
غایتِ آدم خبر ہے یا نظر؟

پیر رومی

آدمی دید است باقی پوست است
دید آں باشد کہ دیدِ دوست است!

مرید ہندی

اب مسلماں میں نہیں وہ رنگ و بو
سرد کیونکر ہو گیا اس کا لہو؟ (2)

پیر رومی

تا دلِ صاحب دلے نامد بہ درد (2)
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مرید ہندی

(م) زندہ ہے مشرق تری گفتار سے
امتیں مرتی ہیں کس آزار سے؟

پیر رومی

(م) ہر ہلاک اُمّتِ پیشیں کہ بود
زانکہ بر جندل گماں بردند عود!

مرید ہندی

گو چہ بے رونق ہے بازارِ وجود
کون سے سودے میں ہے مردوں کا سود؟

پیر رومی

زیرکی بفروش و حیرانی بخر!
زیرکی ظن است و حیرانی نظر!

مرید ہندی

ہم نفس میرے سلاطیں کے ندیم
میں فقیرِ بے کلاہ و بے گلیم!

پیر رومی

بندۂ یک مردِ روشن دل شوی
بہ کہ بر فرقِ سرِ شاہاں روی!

مرید ہندی

اے شریکِ مستیٔ خاصانِ بدر
میں نہیں سمجھا حدیثِ جبر و قدر

پیر رومی

بال بازاں را سوئے سلطاں برد
بال زاغاں را بگورستاں برد

مرید ہندی

کار و بارِ خسروی یا راہبی؟
کیا ہے آخر غایتِ دینِ نبیؐ؟

پیر رومی

مصلحت در دینِ ما جنگ و شکوہ
مصلحت در دینِ عیسیٰؑ غار و کوہ

مرید ہندی

کس طرح قابو میں آئے آب و گل؟
کس طرح بیدار ہو سینے میں دل؟

پیر رومی

بندہ باش و بر زمیں رو چوں سمند!
چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مرید ہندی

سِرِّ دیں ادراک میں آتا نہیں!
کس طرح آئے قیامت کا یقیں؟

پیر رومی

پس قیامت شو قیامت را ببیں!
دیدنِ ہر چیز را شرط است ایں

مرید ہندی

آسماں میں راہ کرتی ہے خودی! صید مہر و ماہ کرتی ہے خودی!
بے حضور و با فروغ و بے فراغ! اپنے نخچیروں کے ہاتھوں داغ داغ!

پیر رومی

آنکہ ارزد صید را عشق است و بس لیکن او کے گنجد اندر دام کس!

مرید ہندی

تجھ پہ روشن ہے ضمیرِ کائنات کس طرح محکم ہو ملت کی حیات؟

پیر رومی

دانہ باشی مرغکانت برچنند! غنچہ باشی کودکانت برکنند!
دانہ پنہاں کن سراپا دام شو! غنچہ پنہاں کن گیاہِ بام شو!

مرید ہندی

تو یہ کہتا ہے کہ دل کی کر تلاش "طالب دل باش و در پیکار باش"
جو مرا دل ہے مرے سینے میں ہے میرا جوہر میرے آئینے میں ہے

پیر رومی

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست دل فراز عرش باشد نے بہ پست!
تو دل خود را دلے پنداشتی! جستجوئے اہل دل بگذاشتی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مرید ہندی

آسمانوں پر مرا فکرِ بلند! میں زمیں پر خوار و زار و دردمند!

کارِ دنیا میں رہ جاتا ہوں میں! ٹھوکریں اس راہ میں کھاتا ہوں میں!

کیوں مرے بس کا نہیں کارِ زمیں؟ ابلہِ دنیا ہے کیوں دانائے دیں؟

پیرِ رومی

آں کہ بر افلاک رفتارش بود بر زمیں رفتن چہ دشوارش بود!

مرید ہندی

علم و حکمت کا ملے کیونکر سراغ؟
کس طرح ہاتھ آئے سوز و درد و داغ؟

پیرِ رومی

علم و حکمت زاید از نانِ حلال!
عشق و رقت آید از نانِ حلال!

مرید ہندی

ہے زمانے کا تقاضا انجمن
اور بے خلوت نہیں سوزِ سخن!

پیرِ رومی

خلوت از اغیار باید نے زیار
پوستیں بہرِ دے آمد نے بہار

مرید ہندی

ہند میں اب نور ہے باقی نہ سوز!
اہلِ دل اس دیس میں ہیں تیرہ روز!

پیرِ رومی

کارِ مرداں روشنی و گرمی است
کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

ترا تن روح سے نا آشنا ہے عجب کیا آہ تیری نارسا ہے

تنِ بے روح سے بیزار ہے حق خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

جبریل و ابلیس

جبریل — ابلیس

ہمدمِ دیرینہ! کیسا ہے جہانِ رنگ و بو؟ — سوز و ساز و درد و داغ و جستجو و آرزو!

جبریل

ہر گھڑی افلاک پر رہتی ہے تیری گفتگو — کیا نہیں ممکن کہ تیرا چاکِ دامن ہو رفو؟

ابلیس

آہ ای جبریل تو واقف نہیں اس راز سے — کر گیا سرمست مجھکو ٹوٹ کر میرا سبو!
اب یہاں میری گذر ممکن نہیں ممکن نہیں — کس قدر خاموش ہے یہ عالمِ بے کاخ و کو!
جسکی نومیدی سے ہو سوزِ درونِ کائنات — اسکے حق میں تقنطوا اچھا ہے یا لاتقنطوا؟

جبریل

کھو دئے انکار سے تو نے مقاماتِ بلند — چشمِ یزداں میں فرشتوں کی رہی کیا آبرو!

ابلیس

ہے مری جرأت سے مشتِ خاک میں ذوقِ نمو — میرے فتنے جامۂ عقل و خرد کا تار و پو!
دیکھتا ہے تو فقط ساحل سے رزمِ خیر و شر — کون طوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے؟ میں کہ تو؟
خضر بھی بے دست و پا الیاس بھی بے دست و پا — میرے طوفاں یم بہ یم دریا بہ دریا جو بہ جو!
گر کبھی خلوت میسر ہو تو پوچھ اللہ سے — قصۂ آدم کو رنگیں کر گیا کس کا لہو؟
میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح — تو فقط اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو!

قطعہ

کل اپنے مریدوں سے کہا پیرِ مغاں نے — قیمت میں یہ معنی ہے دُرِ ناب سے دہ چند
زہراب ہے اس قوم کے حق میں مئے افرنگ — جس قوم کے بچے نہیں خوددار و ہنرمند

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اذان

اک رات ستاروں سے کہا نجمِ سحر نے — آدم کو بھی دیکھا ہے کسی نے کبھی بیدار؟
کہنے لگا مریخ ادا فہم ہے تقدیر — ہے نیند ہی اس چھوٹے سے فتنے کو سزاوار
زہرہ نے کہا اور کوئی بات نہیں کیا؟ — اس کرمکِ شب کور سے کیا ہمکو سروکار!
بولا مہِ کامل کہ وہ کوکب ہے زمینی — تم شب کو نمودار ہو وہ دن کو نمودار!
واقف ہو اگر لذتِ بیداریٔ شب سے — اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاکِ پر اسرار!
آغوش میں اسکی وہ تجلی ہے کہ جس میں — کھو جائینگے افلاک کے سب ثابت و سیار!
ناگاہ فضا بانگِ اذاں سے ہوئی لبریز — وہ نعرہ کہ ہل جاتا ہے جس سے دلِ کہسار!

قطعہ

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے — شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات
یا وسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل — یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات!
وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست — یہ مذہبِ ملا و جمادات و نباتات!

محبت

شہیدِ محبت نہ کافر نہ غازی — محبت کی رسمیں نہ ترکی نہ تازی!
وہ کچھ اور شے ہے محبت نہیں ہے — سکھاتی ہے جو غزنوی کو ایازی!
یہ جوہر اگر کار فرما نہیں ہے — تو ہیں علم و حکمت فقط شیشہ بازی!
نہ محتاجِ سلطاں نہ مرعوبِ سلطاں — محبت ہے آزادی و بے نیازی!
مرا فقر بہتر ہے اسکندری سے — یہ آدم گری ہے وہ آئینہ سازی!

ستارہ کا پیغام

مجھے ڈرا نہیں سکتی فضا کی تاریکی — مری سرشت میں ہے پاکی و درخشانی
تو اے مسافرِ شب خود چراغ بن اپنا — کر اپنی رات کو داغِ جگر سے نورانی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

جاوید کے نام

(لندن میں اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا پہلا خط آنے پر)

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر! نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر!

خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھ کو سکوتِ لالہ و گل سے کلام پیدا کر!

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر

میں شاخِ تاک ہوں میری غزل ہے میرا ثمر مرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر!

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے! خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر!

فلسفہ و مذہب

یہ آفتاب کیا، یہ سپہر بریں ہے کیا! سمجھا نہیں تسلسلِ شام و سحر کو میں

اپنے وطن میں ہوں کہ غریب الدیار ہوں؟ ڈرتا ہوں دیکھ دیکھ کے اس دشت و در کو میں!

کھلتا نہیں مرے سفرِ زندگی کا راز لاؤں کہاں سے بندۂ صاحب نظر کو میں!

حیراں ہے بو علی کہ میں آیا کہاں سے ہوں رومی یہ سوچتا ہے کہ جاؤں کدھر کو میں!

"جاتا ہوں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں"

یورپ سے ایک خط

ہم خوگرِ محسوس ہیں ساحل کے خریدار اک بحرِ پُر آشوب و پُر اسرار ہے رومی!

تو بھی ہے اسی قافلۂ شوق میں اقبال! جس قافلۂ شوق کا سالار ہے رومی!

اس عصر کو بھی اس نے دیا ہے کوئی پیغام؟ کہتے ہیں چراغِ رہِ احرار ہے رومی

جواب

کہ نباید خورد و جو ہمچوں خراں آہوانہ در ختن چر ارغواں

ہر کہ کاہ و جو خورد قرباں شود ہر کہ نورِ حق خورد قرآں شود

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

نپولین کے مزار پر

راز ہے راز ہے تقدیرِ جہانِ تگ و تاز — جوشِ کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز

جوشِ کردار سے شمشیرِ سکندر کا طلوع — کوہِ الوند ہوا جسکی حرارت سے گداز!

جوشِ کردار سے تیمور کا سیلِ ہمہ گیر — سیل کے سامنے کیا شے ہے نشیب و فراز

صفِ جنگاہ میں مردانِ خدا کی تکبیر — جوشِ کردار سے بنتی ہے خدا کی آواز!

ہے مگر فرصتِ کردار نفس یا دو نفس — عوضِ یک دو نفس قبر کی شبہائے دراز!

"عاقبت منزلِ ما وادیِ خاموشان است — حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز"

مسولینی

ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے؟ ذوقِ انقلاب — ندرتِ فکر و عمل کیا شے ہے؟ ملت کا شباب!

ندرتِ فکر و عمل سے معجزاتِ زندگی — ندرتِ فکر و عمل سے سنگِ خارا لعلِ ناب!

رومۃ الکبریٰ! دگرگوں ہو گیا تیرا ضمیر — اینکہ می بینم بہ بیداری است یارب یا بخواب!

چشمِ پیرانِ کہن میں زندگانی کا فروغ — نوجواں تیرے ہیں سوزِ آرزو سے سینہ تاب!

یہ محبت کی حرارت! یہ تمنا! یہ نمود! — فصلِ گل میں پھول رہ سکتے نہیں زیرِ حجاب!

نغمہ ہائے شوق سے تیری فضا معمور ہے — زخمہ ور کا منتظر تھا تیری فطرت کا رباب!

فیض یہ کسی کی نظر کا ہے؟ کرامت کس کی ہے؟ — وہ کہ ہے جسکی نگہ مثلِ شعاعِ آفتاب!

سوال

اک مفلسِ خود دار یہ کہتا تھا خدا سے — میں کر نہیں سکتا گلۂ دردِ فقیری

لیکن یہ بتا تیری اجازت سے فرشتے — کرتے ہیں عطا مردِ فرومایہ کو میری؟

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

پنجاب کے دہقان سے

بتا کیا تری زندگی کا ہے راز
ہزاروں برس سے ہے تو خاک باز
اسی خاک میں دب گئی تیری آگ
سحر کی اذاں ہو گئی اب تو جاگ!
زمیں میں ہے گو خاکیوں کی برات
نہیں اس اندھیرے میں آبِ حیات!
زمانے میں جھوٹا ہے اسکا نگیں
جو اپنی خودی کو پرکھتا نہیں!
بتانِ شعوب و قبائل کو توڑ
رسومِ کہن کے سلاسل کو توڑ
یہی دینِ محکم یہی فتحِ باب
کہ دنیا میں توحید ہو بے حجاب!
بخاکِ بدن دانۂ دل فشاں
کہ ایں دانہ دارد ز حاصل نشاں!

نادر شاہ افغان

حضورِ حق سے چلا لے کے لولوئے لالا
وہ ابر جس سے رگِ گل ہے مثلِ تارِ نفس!
بہشت راہ میں دیکھا تو ہو گیا بیتاب
عجب مقام ہے جی چاہتا ہے جاؤں برس
صدا بہشت سے آئی کہ منتظر ہے ترا
ہرات و کابل و غزنی کا سبزۂ نورس
سرشکِ دیدۂ نادر بہ داغِ لالہ فشاں
چناں کہ آتشِ او را دگر فرو ننشاں!

خوشحال خان کی وصیت×

قبائل ہوں ملت کی وحدت میں گم
کہ ہو نام افغانیوں کا بلند
محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند!
مغل سے کسی طرح کمتر نہیں
قہستاں کا یہ بچۂ ارجمند
کہوں تجھ سے اے ہمنشیں دل کی بات
وہ مدفن ہے خوشحال خاں کو پسند
اڑا کر نہ لائے جہاں بادِ کوہ
مغل شہسواروں کی گردِ سمند!

× خوشحال خاں خٹک: افغانستان کا مشہور وطن دوست شاعر [illegible] مغلوں سے آزاد کرانے کے لئے سرحد کے افغانی قبائل کی ایک جمعیت قائم کی [illegible] آفریدیوں نے آخر دم تک [illegible] ساتھ دیا [illegible] ۱۶۹۴ء میں [illegible]

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تاتاری کا خواب

کہیں سجادہ و عمامہ رہزن — کہیں ترسا بچوں کی چشمِ بیباک!
ردائے دین و ملت پارہ پارہ — قبائے ملک و دولت چاک در چاک!
مرا ایماں تو ہے باقی ولیکن — نہ کھا جائے کہیں شعلے کو خاشاک!
ہوائے تند کی موجوں میں محصور — سمرقند و بخارا کی کفِ خاک!

بگرد اگردِ خود چندانکہ بینم
بلا انگشتری و من نگینم[1]

یکایک ہل گئی خاکِ سمرقند — اٹھا تیمور کی تربت سے اک نور!
شفق آمیز تھی اس کی سفیدی — صدا آئی کہ "میں ہوں" روحِ تیمور!
اگر محصور ہیں مردانِ تاتار — نہیں اللہ کی تقدیر محصور!
تقاضا زندگی کا کیا یہی ہے — کہ تورانی ہو تورانی سے مہجور؟

"خودی را سوز و تابے دیگرے دہ
جہاں را انقلابے دیگرے دہ"

حال و مقام

دل زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج — بندے کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور
احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ — ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور!
الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن — مُلّا کی اذاں اور مجاہد کی اذاں اور!
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں — کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور!

[1] یہ شعر معلوم نہیں کس کا ہے۔ نصیر الدین طوسی نے غالباً شرح اشارات میں اسے نقل کیا ہے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ابو العلا معرّی

کہتے ہیں کبھی گوشت نہ کھاتا تھا معرّی
پھل پھول پہ کرتا تھا ہمیشہ گذر اوقات

اک دوست نے بھونا ہوا تیتر اسے بھیجا
شاید کہ وہ شاطر اسی ترکیب سے ہو مات

یہ خوانِ تر و تازہ معرّی نے جو دیکھا
کہنے لگا وہ صاحبِ غفران و لزومات

ای مرغکِ بیچارہ ذرا یہ تو بتا تو
تیرا وہ گنہ کیا تھا یہ ہے جسکی مکافات؟

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تو
دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات!

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات!

ابوالعلا معری - عربی زبان کا مشہور شاعر - غفران - رسالۃ الغفران

سنیما

وہی بت فروشی وہی بت گری ہے
سنیما ہے یا صنعتِ آذری ہے؟

وہ صنعت نہ تھی شیوۂ کافری تھا
یہ صنعت نہیں شیوۂ ساحری ہے

وہ مذہب تھا اقوامِ عہدِ کہن کا
یہ تہذیبِ حاضر کی سوداگری ہے!

وہ دنیا کی مٹی یہ دوزخ کی مٹی
وہ بتخانہ خاکی یہ خاکستری ہے!

پنجاب کے پیرزادوں سے

حاضر ہوا میں شیخ مجدّد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار

اس خاک کے ذرّوں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار

گردن جھکی جسکی نہ جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیٔ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھکو
آنکھیں مری بینا ہیں ولیکن نہیں بیدار

آئی یہ صدا سلسلۂ فقر ہوا بند
ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بیزار

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

عارف کا ٹھکانا نہیں وہ خطہ کہ جس میں پیدا کلہِ فقر سے ہو طرّۂ دستار!

باقی کلہِ فقر سے تھا ولولۂ حق

طرّوں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار!

سیاست

اس کھیل میں تعیینِ مراتب ہے ضروری شاطر کی عنایت سے تو فرزیں میں پیادہ!

بیچارہ پیادہ تو ہے اک مہرۂ ناچیز فرزیں سے بھی پوشیدہ ہے شاطر کا ارادہ!

فقر

اک فقر سکھاتا ہے صیّاد کو نخچیری! اک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری!

اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری! اک فقر سے مٹی میں خاصیتِ اکسیری!

اک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری! میراثِ مسلمانی سرمایۂ شبیری!

خودی

خودی کو نہ دے سیم و زر کے عوض نہیں شعلہ دیتے شرر کے عوض

یہ کہتا ہے فردوسیِ دیدہ ور عجم جس کے سرمے سے روشن بصر

"ز بہرِ درم تند و بدخو مباش تو باید کہ باشی درم گو مباش"

جدائی

سورج بُنتا ہے تارِ زر سے دنیا کے لیے ردائے نوری!

عالم ہے خموش و مست گویا ہر شے کو نصیب ہے حضوری!

دریا کہسار چاند تارے کیا جانیں فراق و ناصبوری!

شایاں ہے مجھے غمِ جدائی یہ خاک ہے محرمِ جدائی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

خانقاہ

رمز و ایما اس زمانے کے لیے موزوں نہیں ۔۔۔ اور آتا بھی نہیں مجھ کو سخن سازی کا فن!
قُم باذنِ اللہ کہہ سکتے تھے جو رخصت ہوئے ۔۔۔ خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن!

ابلیس کی عرضداشت

کہتا تھا عزازیل خداوندِ جہاں سے ۔۔۔ پرکالۂ آتش ہوئی آدم کی کفِ خاک!
جاں لاغر و تن فربہ و ملبوس بدن زیب ۔۔۔ دل نزع کی حالت میں خرد پختہ و چالاک!
ناپاک جسے کہتی تھی مشرق کی شریعت ۔۔۔ مغرب کے فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک!
تجھ کو نہیں معلوم کہ حورانِ بہشتی ۔۔۔ ویرانیٔ جنت کے تصور سے ہیں غمناک؟
جمہور کے ابلیس ہیں اربابِ سیاست ۔۔۔ باقی نہیں اب میری ضرورت تہِ افلاک!

لہو

اگر لہو ہے بدن میں تو خوف ہے نہ ہراس ۔۔۔ اگر لہو ہے بدن میں تو دل ہے بے وسواس
جسے ملا یہ متاعِ گراں بہا اس کو ۔۔۔ نہ سیم و زر سے محبت ہے نے غمِ افلاس!

پرواز

کہا درخت نے اک روز مرغِ صحرا سے ۔۔۔ ستم پہ غمکدۂ رنگ و بو کی ہے بنیاد!
خدا اگر مجھے بھی اگر بال و پر عطا کرتا ۔۔۔ شگفتہ اور بھی ہوتا یہ عالمِ ایجاد!
دیا جواب اسے خوب مرغِ صحرا نے ۔۔۔ غضب ہے داد کو سمجھا ہوا ہے تو بیداد!
جہاں میں لذتِ پرواز حق نہیں اس کا ۔۔۔ وجود جس کا نہیں جذبِ خاک سے آزاد

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

شیخِ مکتب سے

شیخِ مکتب ہے اک عمارت گر — جس کی صنعت ہے روحِ انسانی
نکتۂ دل پذیر تیرے لئے — کہہ گیا ہے حکیم قاآنی
"در پیشِ خورشید برمکش دیوار — خواہی ار صحنِ خانہ نورانی"

فلسفی

بلند بال تھا لیکن نہ تھا جسور و غیور — حکیم سرِّ محبت سے بے نصیب رہا
پھرا فضاؤں میں کرگس اگرچہ شاہیں وار — شکارِ زندہ کی لذت سے بے نصیب رہا

شاہیں

کیا میں نے اس خاکداں سے کنارا — جہاں رزق کا نام ہے آب و دانہ!
بیاباں کی خلوت خوش آتی ہے مجھ کو — ازل سے ہے فطرت مری راہبانہ!
نہ بادِ بہاری نہ گلچیں نہ بلبل — نہ بیماریٔ نغمۂ عاشقانہ!
خیابانیوں سے ہے پرہیز لازم — ادائیں ہیں ان کی بہت دلبرانہ
ہوائے بیاباں سے ہوتی ہے کاری — جواں مرد کی ضربتِ غازیانہ
حمام و کبوتر کا بھوکا نہیں میں — کہ ہے زندگی باز کی زاہدانہ!
جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا — لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ!
یہ پورب یہ پچھم چکوروں کی دنیا — مرا نیلگوں آسماں بیکرانہ!

پرندوں کی دنیا کا درویش ہوں میں
کہ شاہیں بناتا نہیں آشیانہ!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

باغی مرید

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن!

شہری ہو دہاتی ہو مسلمان ہے سادہ
مانندِ بتاں پجتے ہیں کعبے کے برہمن!

نذرانہ نہیں، سود ہے پیرانِ حرم کا!
ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن!

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن!

ہارون کی آخری نصیحت

ہارون نے کہا وقتِ رحیل اپنے پسر سے
جائے گا کبھی تو بھی اسی راہگذر سے!

پوشیدہ ہے کافر کی نظر سے ملک الموت
لیکن نہیں پوشیدہ مسلماں کی نظر سے!

ماہر نفسیات سے

جرأت ہے تو افکار کی دنیا سے گذر جا
ہیں بحرِ خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے!

کھلتے نہیں اس قلزمِ خاموش کے اسرار
جب تک تو اسے ضربِ کلیمی سے نہ چیرے!

یورپ

تاک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی سود خوار
جن کی روباہی کے آگے ہیچ ہے زورِ پلنگ!

خود بخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح
دیکھئے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ!

(ماخوذ از نطشہ)

آزادیِ افکار

جو دونیِ فطرت سے نہیں لائقِ پرواز
اس مرغکِ بیچارہ کا انجام ہے افتاد!

ہر سینہ نشیمن نہیں جبریلِ امیں کا
ہر فکر نہیں طائرِ فردوس کا صیاد!

اس قوم میں ہے شوخیِ اندیشہ خطرناک
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد!

گو فکرِ خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادیِ افکار ہے ابلیس کی ایجاد!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

شیر اور خچر

شیر

ساکنانِ دشت و صحرا میں ہے تو سب سے الگ
کون ہیں تیرے اب و جد؟ کس قبیلے سے ہے تو؟

خچر

میرے ماموں کو نہیں پہچانتے شاید حضور
وہ صبا رفتار، شاہی اصطبل کی آبرو!

(ماخوذ از جرمن)

چیونٹی اور عقاب

چیونٹی

میں پائمال و خوار و پریشان و دردمند
تیرا مقام کیوں ہے ستاروں سے بھی بلند؟

عقاب

تو رزق اپنا ڈھونڈتی ہے خاکِ راہ میں
میں نہ سپہر کو نہیں لاتا نگاہ میں،

تمت، ۷ صفر المظفر سنہ ۱۳۵۴ یوم شنبہ ۹ بجے روز
۱۱ مئی سنہ ۱۹۳۵ — ۹ ایب کھ سنہ ۱۹۹۲
[illegible]

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ص

اعلیٰحضرت نواب سرحمیداللہ خاں فرمانروائے بھوپال
کی خدمت میں

زمانہ با اُمَمِ ایشیا چہ کرد و کند
کسے نبود کہ ایں داستاں فرو خواند
تو صاحبِ نظری آنچہ در ضمیرِ من است
دلِ تو بیند و اندیشۂ تو میداند
بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من
"کہ گُل بدستِ تو از شاخ تازہ تر ماند"

ص

ناظرین سے

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ
یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ!
خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت "لہو ترنگ" ہے غافل! نہ جل ترنگ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

نہ دَیر میں نہ حرم میں خودی کی بیداری
کہ خاوراں میں ہے قوموں کی روح تریاکی!

اگر نہ سہل ہوں تجھ پر زمیں کے ہنگامے
بُری ہے مستیٔ اندیشہ ہائے افلاکی!

تری نجات غمِ مرگ سے نہیں ممکن
کہ تو خودی کو سمجھتا ہے پیکرِ خاکی!

زمانہ اپنے حوادث چھپا نہیں سکتا
ترا حجاب ہے قلب و نظر کی ناپاکی!

عطا ہوا خس و خاشاکِ ایشیا مجھ کو
کہ میرے شعلہ میں ہے سرکشی و بے باکی!

ترا گناہ ہے اقبال مجلس آرائی
اگرچہ تو ہے مثالِ زمانہ کم پیوند!

جو کوکنار کے خوگر تھے اُن غریبوں کو
تری نوا نے دیا ذوقِ جذبہ ہائے بلند!

تڑپ رہے ہیں فضاہائے نیلگوں کیلئے
وہ پر شکستہ کہ صحنِ سرا میں تھے خورسند!

تری سزا ہے نوائے سحر سے محرومی
مقامِ شوق و سرور و نظر سے محرومی!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اسلام اور مسلمان

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

بسم اللہ الرحمن الرحیم

○

صبح

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز — نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود — ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا

○ بھوپال (شیش محل) میں لکھے گئے۔

لا الٰہ الا اللہ

خودی کا سرِّ نہاں لا الٰہ الا اللہ — خودی ہے تیغ، فساں لا الٰہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے — صنم کدہ ہے جہاں لا الٰہ الا اللہ
کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا — فریبِ سود و زیاں! لا الٰہ الا اللہ
یہ مال و دولتِ دنیا یہ رشتہ و پیوند — بتانِ وہم و گماں! لا الٰہ الا اللہ
خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زناری — نہ ہے زماں نہ مکاں! لا الٰہ الا اللہ
یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند — بہار ہو کہ خزاں! لا الٰہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں — مجھے ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

تن بہ تقدیر

اسی قرآں میں ہے اب ترکِ جہاں کی تعلیم — جس نے مومن کو بنایا مہ و پرویں کا امیر!
'تن بہ تقدیر' ہے آج انکے عمل کا انداز — تھی نہاں جنکے ارادوں میں خدا کی تقدیر!
تھا جو 'ناخوب'، بتدریج وہی خوب ہوا — کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

دے ولولۂ شوق جسے لذتِ پرواز — کر سکتا ہے وہ ذرّہ مہ و مہر کو تاراج!
مشکل نہیں یارانِ چمن! معرکۂ باز — پُرسوز اگر ہو نفسِ سینۂ درّاج!
ناوک ہے مسلماں! ہدف اسکا ہے ثریا! — ہے سرِّ سراپردۂ جاں نکتۂ معراج!
تو معنیٔ والنّجم نہ سمجھا تو عجب کیا — ہے تیرا مد و جزر ابھی چاند کا محتاج!

تو اپنی خودی اگر نہ کھوتا — زناری برگساں نہ ہوتا
ہیگل کا صدف گہر سے خالی — ہے اسکا طلسم سب خیالی!
محکم کیسے ہو زندگانی؟ — کس طرح خودی ہو لازمانی؟
آدم کو ثبات کی طلب ہے — دستورِ حیات کی طلب ہے
دنیا کی عشا ہو جس سے اشراق — مومن کی اذاں ندائے آفاق!
میں اصل کا خاص سومناتی — آبا میرے لاتی و مناتی
تو سیدِ ہاشمی کی اولاد — میری کفِ خاک برہمن زاد
ہے فلسفہ میرے آب و گل میں — پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں
اقبال اگرچہ بے ہنر ہے — اسکی رگ رگ سے باخبر ہے
شعلہ ہے تیرے جنوں کا بے سوز — سن مجھ سے یہ نکتۂ دل افروز
انجامِ خرد ہے بے حضوری — ہے فلسفہ زندگی سے دوری!
افکار کے نغمہ ہائے بے صوت — ہیں ذوقِ عمل کے واسطے موت!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

دیں مسلکِ زندگی کی تقویم — دیں سرِّ محمدؐ و براہیمؑ!

دل در سخنِ محمدی بند — اے پورِ علیؓ ز بو علیؓ چند

چوں دیدۂ راہ بیں نداری

قائد قرشی بہ از بخاری

فارسی اشعار حکیم خاقانی کی تحفۃ العراقین سے ہیں

ممکن ہے کہ تو جسکو سمجھتا ہے بہاراں — اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا!

ہے سلسلہ احوال کا ہر لحظہ دگرگوں — اے سالکِ رہ فکر نہ کر سود و زیاں کا!

شاید کہ زمیں ہے یہ کسی اور جہاں کی — تو جسکو سمجھتا ہے فلک اپنے جہاں کا!

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات — جو فقر سے ہے میسر تونگری سے نہیں!

اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور — قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں!

سبب کچھ اور ہے تو جسکو خود سمجھتا ہے — زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں!

اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا — قلندری سے ہوا ہے، تونگری سے نہیں!

علم نے مجھ سے کہا عشق ہے دیوانہ پن! — عشق نے مجھ سے کہا علم ہے تخمین و ظن!

بندۂ تخمین و ظن! کرمِ کتابی نہ بن! — عشق سراپا حضور، علم سراپا حجاب!

عشق کی گرمی سے ہے معرکۂ کائنات! — علم مقامِ صفات، عشق تماشائے ذات!

عشق سکون و ثبات، عشق حیات و ممات! — علم ہے پیدا سوال، عشق ہے پنہاں جواب!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں ! عشق کے ادنیٰ غلام صاحبِ تاج و نگیں !

عشق مکان و مکیں ! عشق زمان و زمیں ! عشق سراپا یقین اور یقیں فتحِ باب !

شرعِ محبت میں ہے عشرتِ منزل حرام شورشِ طوفاں حلال لذتِ ساحل حرام !

عشق پہ بجلی حلال عشق پہ حاصل حرام علم ہے ابن الکتاب عشق ہے اُمّ الکتاب !

ہند میں حکمتِ دیں کوئی کہاں سے سیکھے نہ کہیں لذتِ کردار نہ افکارِ عمیق !

حلقۂ شوق میں وہ جرأتِ اندیشہ کہاں آہ ! محکومی و تقلید و زوالِ تحقیق !

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق !

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق !

میں بندۂ ناداں ہوں مگر شکر ہے تیرا رکھتا ہوں نہاں خانۂ لاہوت سے پیوند !

اک ولولۂ تازہ دیا میں نے دلوں کو لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند !

تاثیر ہے یہ میرے نفس کی کہ خزاں میں مرغانِ سحر خواں مری صحبت میں ہیں خورسند !

لیکن مجھے پیدا کیا اس دیس میں تو نے جس دیس کے بندے ہیں غلامی پہ رضامند !

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام وہ جس کی شان میں آیا ہے علّم الاسما !

مقامِ ذکر کمالاتِ رومی و عطار مقامِ فکر مقالاتِ بوعلی سینا !

مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں مقامِ ذکر ہے سبحان ربی الاعلیٰ !

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ملائے حرم

عجب نہیں کہ خدا تک تری رسائی ہو ۔ تری نگہ سے ہے پوشیدہ آدمی کا مقام!
تری نماز میں باقی جلال ہے نہ جمال ۔ تری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام!

نا اہل کو حاصل ہے کبھی قوت و جبروت ۔ ہے خوار زمانے میں کبھی جوہر ذاتی!
شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں ۔ تقدیر نہیں تابع منطق نظر آتی!
ہاں ایک حقیقت ہے کہ معلوم ہے سب کو ۔ تاریخ اُمم جسکو نہیں ہم سے چھپاتی!
ہر لحظہ ہے قوموں کے عمل پر نظر اسکی!
بُرّاں صفتِ تیغِ دو پیکر نظر اسکی!

زندہ قوت تھی جہاں میں یہی توحید کبھی ۔ آج کیا ہے؟ فقط اک مسئلۂ علم کلام!
روشن اس ضو سے اگر ظلمتِ کردار نہو ۔ خود مسلماں سے ہے پوشیدہ مسلماں کا مقام!
میں نے ای میرِ سپہ تیری سپہ دیکھی ہے ۔ قُل ہو اللہ کی شمشیر سے خالی ہیں نیام!
آہ! اِس راز سے واقف ہے نہ ملّا نہ فقیہ ۔ وحدت افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام!
قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے ۔ اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام!

علم اور دین

وہ علم اپنے بتوں کا ہے آپ ابراہیم ۔ کیا ہے جسکو خدا نے دل و نظر کا ندیم
زمانہ ایک، حیات ایک، کائنات بھی ایک ۔ دلیل کم نظری قصۂ جدید و قدیم

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

چمن میں تربیتِ غنچہ ہو نہیں سکتی — نہیں ہے قطرۂ شبنم اگر شریکِ نسیم

وہ علم کم بصری جسمیں ہم کنار نہیں — تجلیاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم!

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن — انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر!

پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت — کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر!

آوازۂ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے — 'مسکیں دلکم ماندہ دریں کشمکش اندر!'

سوچا بھی ہے اے مردِ مسلماں کبھی تو نے — کیا چیز ہے فولاد کی شمشیرِ جگر دار

اس بیت کا یہ مصرعِ اول ہے کہ جس میں — پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار!

ہے فکر مجھے مصرعِ ثانی کی زیادہ — اللہ کرے تجھکو عطا فقر کی تلوار

قبضے میں یہ تلوار بھی آجائے تو مومن — یا خالد(رض) جانباز ہے یا حیدرِ کرار(رض)!

جہاد

فتوے ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے — دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں؟ — مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر

تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں — ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر!

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہے جس کا دل — کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر!

تعلیم اسکو چاہیئے ترکِ جہاد کی — دنیا کو جسکے پنجۂ خونیں سے ہو خطر!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے — یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر!
ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے — مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات — اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر؟

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں — سو بار ہوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک!
تاریخِ اُمم کا یہ پیامِ ازلی ہے — صاحب نظراں! نشۂ قوت ہے خطرناک!
اس سیلِ سبک سیر و زمیں گیر کے آگے — عقل و نظر و علم و ہنر ہیں خس و خاشاک!
لا دیں ہو تو ہے زہرِ ہلاہل سے بھی بڑھ کر — ہو دیں کی حفاظت میں تو ہر زہر کا تریاک!

فقر جنگاہ میں بے ساز و یراق آتا ہے — ضرب کاری ہے اگر سینے میں ہے قلبِ سلیم!
اس کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے — تازہ ہر عہد میں ہے قصۂ فرعون و کلیم!
اب ترا دور بھی آنے کو ہے اے فقرِ غیور — کھا گئی روحِ فرنگی کو ہوائے زر و سیم!
عشق و مستی نے کیا ضبطِ نفس مجھ پہ حرام — کہ گرہ غنچہ کی کھلتی نہیں بے موجِ نسیم!

روحِ اسلام کی ہے نورِ خودی نارِ خودی — زندگانی کیلئے نارِ خودی نور و حضور!
یہی ہر چیز کی تقویم، یہی اصلِ نمود — گرچہ اس روح کو فطرت نے رکھا ہے مستور
لفظِ اسلام سے یورپ کو اگر کد ہے تو خیر — دوسرا نام اسی دین کا ہے فقرِ غیور!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

زندگانی ہے صدف قطرۂ نیساں ہے خودی — وہ صدف کیا کہ جو قطرے کو گہر کر نہ سکے
ہو اگر خود نگر و خود گر و خودگیر خودی — یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے!

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے — وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی!
خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی — یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی!
یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار — اسی مقام سے آدم ہے ظلِ سبحانی!
یہ جبر و قہر نہیں ہے یہ عشق و مستی ہے — کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہاں بانی!
کیا گیا ہے غلامی میں مبتلا تجھ کو — کہ تجھ سے ہو نہ سکی فقر کی نگہبانی!
مثالِ ماہ چمکتا تھا جس کا داغِ سجود — خرید لی ہے فرنگی نے وہ مسلمانی!
ہوا حریفِ مہ و آفتاب تو جس سے — رہی نہ تیرے ستاروں میں وہ درخشانی!

تری نگاہ میں ہے معجزات کی دنیا — مری نگاہ میں ہے حادثات کی دنیا
تخیلات کی دنیا غریب ہے لیکن — غریب تر ہے حیات و ممات کی دنیا!
عجب نہیں کہ بدل دے اسے نگاہ تری — بلا رہی ہے تجھے ممکنات کی دنیا!

ترا وجود سراپا تجلیٔ افرنگ — کہ تو وہاں کی عمارت گروں کی ہے تعمیر!
مگر یہ پیکرِ خاکی خودی سے ہے خالی — فقط نیام ہے تو زرنگار و بے شمشیر!

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود — مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا!
وجود کیا ہے؟ فقط جوہرِ خودی کی نمود — کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا!

یہ حکمتِ ملکوتی یہ علمِ لاہوتی — حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ذکرِ نیم شبی یہ مراقبے یہ سرور — تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ عقل جو مہ و پرویں کا کھیلتی ہے شکار — شریکِ شورشِ پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل — دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
عجب نہیں کہ پریشاں ہے گفتگو میری — فروغِ صبح پریشاں نہیں تو کچھ بھی نہیں!

[illegible]

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

علامہ عبدالرحمٰن بجنوری مرحوم نے ایک مبسوط تنقید انگریزی رسالہ East & West میں جو علامہ اقبال کی

مثنوی اسرارِ خودی و رموزِ بیخودی پر ۱۹۱۸ء میں شائع کی تھی ۔ اس تنقید کا اردو ترجمہ مالک رام صاحب ایم اے نے

شائع کیا تھا ۔ اور جہاں جہاں مثنوی کے مضامین کی طرف اشارات تھے وہ مالک رام صاحب نے ترجمے کے حاشیے میں

بطورِ اقتباس درج کر دئے تھے ۔ وہ ترجمہ یہ ہے :۔

//

جب تنقید و تبصرہ کا موضوع کوئی زندہ مصنف ہو تو نقاد کیلئے لازم ہے ۔ کہ قدم پھونک پھونک کر اٹھائے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ مصنف اور نقاد کے درمیان کوئی رنگین پردہ حائل ہو جائے یا قربِ مجلس ہی مصنف کے خط و خال کی تفاصیل کو دھندلا کر دے ۔

ہندوستان کے اسلامی ادب میں روح کا مبداءِ اعلیٰ کی جانب صعود مرزا غالب کے زمانے سے برابر جاری ہے ۔ غالب، حالی اور اقبال ایک مقدس اقانیمِ ثلاثہ کے ارکان ہیں ۔ غالب نے اس سکون و جمود کا خاتمہ کر دیا جو انحطاط کا نتیجہ ہوا کرتا ہے ۔ اس کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے ۔ کہ اس نے لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا کر دئے ۔ مگر وہ کوئی غیر معقول تشکک پسند نہ تھا ۔ جسے اپنے شک کی عصمت پر یقین ہو ۔ اس کا شک ایک چنگاری تھی جس نے دنیا میں آگ سی لگا دی ۔ دہلی کی سلطنت اس کی شاعری کی متحمل نہ ہو سکی ۔ اور اس کی ایک نگاہ نے اسے ملیا میٹ کر دیا ۔

حالی نے جس کے خون میں صحرائے عرب کی سی گرمی تھی دیکھا کہ دنیا اپنی ظاہری حسن و جمال کے باوجود تباہی کی طرف جا رہی ہے ۔ اس نظارہ نے اسے بہت متاثر کیا ۔ مگر اس نے اپنے اندر ایک نئی طاقت محسوس کی ۔ اس نے دنیا کے ساتھ ساتھ تخلیقی قوت کی مسرت کا احساس کیا ۔ اور اپنے اجداد کی ساخت کردہ عمارت کے کھنڈرات پر ایک نئی دنیا کی تعمیر ٹھانی اور اسے اپنے سینے میں چھپا دی ۔ امید کی جھلک نے اسے نئی زندگی دی اور بدن میں ترو تازہ روح پھونک دی ۔

اقبال کی شاعری اب ناامیدی و قنوطیت کی زنجیروں سے آزاد ہو گئی ہے ۔ اس نے اس میں تعمیری جذبہ پیدا کر دیا ہے

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اور فنی عمارت کو متوازی بنیادوں پر قائم کیا ہے ۔ اسکا نام وحدت اور انفرادیت کا تلازم ہے ۔ اسی نے زمانہ حاضرہ
غیر ملکی اثر پر قابو پا لیا ۔ جو فضائے سینہ پر چھایا جا رہا تھا ۔ اور یہ سب کچھ اُسی اخلاقی قوت کی بدولت
کیا ہے جسکا منبع اور مبدأ خالص اسلامی ہے ۔ اسکی روحانی تعلیم نے اس انانیت کو ختم کیا ہے ۔ جو اس عالم میں حرص کی
پیدا وار تھا ۔ اقبال اسلامی کاروان کا سالار ہے ۔ جسکی منزل مقصود حرم محترم ہے ۔
اقبال کے ساتھ لوگ نوجوانوں کے کام آ جاتا ہے ۔ اور خود بھی جوان ہو جاتا ہے ۔ اسکی شخصیت اسکی دونوں مثنویوں
(اسرار خودی و رموز بیخودی) پوری طرح نمایاں ہے ۔ ان میں وہ زندگی ہے ، وہ طاقت ہے جسکے لئے ہماری آل پر آغوش
شعرائے دواوین کو بے حد کھٹکتی تھی ۔ مجھے یہ کہنے میں ذرہ بھر باک نہیں ۔ کہ اقبال نے جو ولولہ ہیجانی کر دیا ہے
جس نے مردوں میں زندگی کے آثار پیدا کر دئے ہیں ، زمانہ پر اسکے پیغام کی اہمیت رفتہ رفتہ واضح ہو گی جو زمانہ
حاضرہ کی ان مرضوں حرکۃ الارا لظلم میں پنہاں ہے ۔
مثنویاں ایسے غیر فانی کام کا جزو ہیں جو تکمیل کے لئے اسلامی دنیا کے خواب کی صحیح تعبیر ہو گی ۔ اقبال کے نظریہ
مطابق مسلمانوں کی ممالک منزل کی ایک بڑی وجہ یہ ہے ۔ کہ مسلمانوں نے عمل کی زندگی کی بجائے افلاطونی
بے عملی کو اختیار کر لیا ہے ۔ افلاطونیت جو یہ اور حافظ نے اسے وہ احساس مسرت چھین لیا ہے جو کہ
کا نتیجہ ہوا کرتا ہے ۔ اور اسکی جگہ اسی دماغی تفتیش نے لے لی ہے ۔ جو حسن معمار کا خاصہ ہے ۔ مسلمانوں میں
سنگ خارا کی سختی کی بجائے کوئلہ کی سی نرمی آگئی ہے ۔ خوف خدا کی جگہ مخلوق خدا کا خوف ان پر
طاری ہو گیا ہے ۔ کوئلہ اور الماس کی حکایت میں فرماتے ہیں کہ ۔

گفت الماس ای رفیق نکتہ بین + تیرہ خاک از پختگی گردد نگین + تا بہ پیرامون خود در جنگ شد + پختہ از پیکار مثل سنگ شد
پیکرم از پختگی ذوالنور شد + سینہ ام از جلوہ ہا معمور شد + خوار گشتی از وجود خام خویش + سوختی از نرمی اندام خویش
فارغ از خوف و غم و وسواس باش + پختہ مثل سنگ شو الماس باش — گر زندگی کا ایک نصب العین بنا لے تو پھر خوف دور

(اسرار خودی صفحہ ۱۱۰)

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

دورِ حاضر میں ۔ ترقی و عروج اسلام کیلئے خدائی ودیعت کر رکھی ہیں لیکن جذبہ الٰہی پر کامل اعتقاد ہمیشہ خوف کو دور کرتا ہے

تا عصائے لا الٰہ داری بدست + ہر طلسم خوف را خواہی شکست + ہر کہ حق باشد چو جاں اندر تنش + خم نگردد پیش باطل گردنش

خوف را در سینۂ او راہ نیست + خاطرش مرعوب غیر اللہ نیست ۔ اور دل میں عزم صمیم پیدا کرتا ہے ۔ جو خلاقی کا

طغرا ہے ۔ حکایت شیر و شہنشاہ عالمگیر اندر دلیری اور شیر کی کہانی اسی ہے (رموز بیخودی صفحہ ۲۳)

اسلام کی روح مساوات کی روح ہے ۔ بانیانِ سلطنت کا ذکر ۔ بانیاں سلطنت ایک سے زیادہ جنمتی ہے ۔ شریعت کے

معتوب کیلئے کوئی پناہ نہیں اور جس کا حق نظر قرآن حکیم ہے اسے خوف سے کوئی واسطہ نہیں ہے (ملاحظہ ہو رموز

بیخودی حکایت سلطان مراد ۔ صفحہ ۳۶) ـــــ اقبال ایک مجدد زمانہ اندر اسلامی نظام کو از سر نو حیات

تازہ اور شباب بخشنے کا دعویٰ کرتا ہے ۔ جس طرح ایک مخصوص مادہ خام سے کرنا کمال لیتا ہے ۔ وہ مجدد زمانہ کا شاعر ہے ۔

مگر نظر اسکی مستقبل پر بھی ہے ۔ اور موجودہ زمانہ کا نکتہ چین بھی ہے ۔

ایمرسن افلاطون پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے ۔ کہ ہملیٹ افلاطونی ہے ۔ اقبال نے اپنے ہم مذہبوں کو افلاطون کی

ہملیٹ پن (مسلک گوسفندی) کے خلاف خبردار کر دیا ہے ۔ اسی مسلک گوسفندی اور اخلاقی ضعف نے ہی مسلمانوں کو

بلندی سے دے پٹکا ہے ۔ وہ چاہتا ہے ۔ کہ مسلمان اس زمین پر رہیں اور پیکار کی تگ و کاری "تگو کاری" پر توجہ دیں

افلاطون اس پیر مرد صبح کی مانند ہے ۔ جو ایک ایسی دنیائے خواب و خیال میں پرواز پر قانع ہے ۔ برخلاف اسکے

اقبال ایک ایسی عقابی ہے جو بحر حیات کی طوفان خیز موجوں پر سوار ہو ۔ اقبال کا فلسفہ خودی اور عمل کا فلسفہ ہے

اقبال کو سب سے بڑا اعتراض اس یونانی فلسفی کے "مسئلہ اعیان" پر ہے ۔ جسے جدید افلاطونیوں نے مرتب کرکے کھڑا کیا

بنا دیا ہے ۔ افلاطونیت جدیدہ جو ہر ترس ضعف طاری ہے ۔ اور وہ ضعف فقدان جذبۂ عمل سے ہے ۔ اسکا ما بعد الطبیعیات

قاطع حیات ہے اور مقصدِ زندگی کو محو کنندہ ۔ گیا یہ دنیا ہی کا واسطہ نہیں ۔ اقبال کے نزدیک زندگی ایک حقیقت

اسلامی زندگی سے بڑھکر کوئی معراج نہیں ۔ خدا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ "انی جاعل فی الارض خلیفہ" ۔

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اقبال میں جان ہے۔ جستجو ہے، خلاقی ہے، قناعت ہے، تعادل ہے، حُبِ مادہ ہے۔ حقیقت پسندی ہے اور سب سے بڑھ کر الہام ہے۔
وہ نہیں دیکھ سکتا کہ ملتِ ابراہیمی دار الفنا میں داخل ہو جائے۔ اسکا واشگاف دکھائی والا محو افلاطون اعظم ہی کبھی ہو
مسلمانوں کی افتادگی اور گوسفندی اُسے غضبناک کر دیتی ہے۔ وہ ایسی رہبانیت اور تصوف جدید پر حملہ کرتا ہے۔
یہاں وہ ایک مبارز کی حیثیت میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور جانتا ہے اسکا مد مقابل کون ہے۔ وہ کوئی معمولی شخصیت نہیں
وہ حافظ شیرازی ہے۔ اقبال کا قلم تلوار سے کم کام نہیں کرتا۔ میرا ذاتی عقیدہ ہے کہ یہ رہبانیت یا تصوف
بعد کی پیداوار ہے۔ اور ہمارے مذہب کی روح کے منافی ہے۔ اسلام کا اساسی اصول توحید ہے۔ اور تصوف کی
بنیاد ہمہ اوست پر قائم ہے۔ توحید مثبت ہے اور ہمہ اوست منفی۔ ہمارا گمان ہے کہ تصوف
جدید بہت حد تک زرتشتی اور بدھ مت کے خیالات سے متاثر ہے۔ فان کریمر اسمیں ویدانت کے آثار دیکھتا ہے
لیکن میرے خیال میں صداقت افلاطونیت جدیدہ اور آزاد نشو و ارتقا کے بین بین ہے۔

تصوف کی روحیت بھی اور افلاطون کے "اعیانِ نامشہود" میں مماثلت ہے۔ صوفیوں کا عقیدہ
ہے کہ وہ حقیقت نقل ہے افلاطونی روح کی، جو ایک متحرک دائرہ ہے اپنے مرکز قدیم کے گرد اور جس اور یہ
مرکز وہی خدا کے سوا اور کوئی نہیں۔ افلاطونیت جدید اور تصوف جدیدہ دونوں کی تفاصیل
اور ظواہر میں بہت حد تک مطابقت موجود ہے۔ براؤن لکھتا ہے کہ فلاطینوس کی تحریرات صاحب فہرست [illegible]
شہرستانی سے مخفی نہیں تھیں۔ اسلام ان بے اعتدالیوں سے پاک ہے۔ خدا [illegible] ہے اور وہ
عقل سے بالا ہے۔ اسکی مخلوق سراب نہیں جیسا کہ لکڑی اور پتھر سے تراشا نہیں جا سکتا اسیطرح اسکی روئیت بھی
مادی یا روحانی آنکھ سے ناممکن ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں "اگر کوئی صوفی یا
مجذوب خیال کرتا ہے کہ اُسنے خدا کا دیدار کیا ہے چشم ظاہر سے یا چشم باطن سے تو اُسنے اپنا وہم یا اپنے دماغ کی
تصور شکل کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ خدا [illegible] ہے۔ [illegible] خدا [illegible] کا

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

وابستہ شریعت کا وابستہ ہے ——— ۹

در شریعت معنی دیگر مجو + غیر ضو در باطن گوہر مجو + این گہر را خود خدا گوہر گر است + ظاہرش گوہر بطونش گوہر است

علم حق غیر از شریعت ہیچ نیست + اصل سنت جز محبت ہیچ نیست + فرد را شرع است مرقات یقین + پختہ تر از وی مقامات یقین

ملت از آئین حق گیرد نظام + از نظام محکمے خیزد دوام + با تو گویم سر اسلام است شرع + شرع آغاز است و انجام است شرع

۱۵

جدید تصوف کے خیالات بالکل مغضوب اور ضالین کے وابستہ بر عکس ہیں۔ اقبال کے فلسفہ کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ اسلامی عقاید و شعائر کو افلاطون اور ارسطو کے اثرات سے آزاد کردے۔ ان اثرات کا لازمی نتیجہ رہبانیت اور تباہی ہے۔ تصوف جدید رہبانیت ہے۔ یہ اس دنیا کو خواب در خواب یا مایا یقین کرتا ہے۔ یہ زندگی کے حقائق کا مقابلہ کرنے سے کتراتا ہے۔ اس نے اسلام کی تعلیم عمل کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ حالانکہ عمل ہی اصل الکلام ہے۔ اقبال اپنے ہم مذہبوں کو پھر اس عمل کی طرف بلاتا ہے۔ اسکی حقیقی روحانی تعلیم اخلاقی قوت، جوش فکر، سرگرمی اور عمل میں مضمر ہے۔ مگر وہ حافظ سے کیوں برسر پیکار ہے۔ اور مولانا جلال الدین رومی کے علاوہ صف اول میں کھڑا ہے حالانکہ موخر الذکر تمام متصوفانہ شاعری کا باوا آدم ہے۔ سبب ظاہر ہے۔ صوفی جب اپنے تجربات بیان کرتے ہیں تو انہیں مجبوراً الفاظ استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ جو عام کے فہم و ادراک کے مطابق ہوں۔ خیالات خواہ آسمانی کیوں نہ ہوں۔ مگر ذریعہ اظہار، خیالات زمینی الفاظ ہونگے۔ عشق جیسے ادق تجربہ کے پردوں میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ تو عجب نہیں کہ لوگ اس سے مادی لہو و لعب یا جسمانی لذات مراد لی جائیں۔ سنائی، عطار اور رومی باوجود اسکے ایسی زبان میں کہتے ہیں جو انکی حقیقی روح کو صاف نمایاں کردیتی ہے۔ اور انکی نظموں کو مادی تاویل کے جال میں نہیں پھنسنے دیتی۔ ممکن ہے وہ اپنے ناظرین کو دنیا سے پھیر لیتی ہیں مگر وہ اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچاتے۔ برخلاف اسکے حافظ نے ایک قسم اور جرعہ میں اصلی شراب ٹپکادی ہے۔ انکا دیوان بصیرت سے زیادہ مسکرادور ہے۔ بلا ریب شعرا کی مانند حافظ مجرب اخلاق نہیں۔ تاہم وہ انکے خرابات میں محدود و ناخوش ہوا۔ اس بمعنی شراب حقیقت کی بجا شراب مجازی پی ہے۔ اقبال کا حملہ دراصل ایسی مجہوری روح کے خلاف ہے نہ کہ شعرائے مادی تصوف جدید پر۔

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

جب کہ نکلسن دیوانِ شمس تبریز کے دیباچے میں لکھتا ہے۔ "دو تصوف جدید کے انحطاط کی انتہا ہے۔ کہ پیغمبر کی

الوہیتی صفات سے متصف کر دیا ہے۔ پیر کے حب و بغض اور بد اخلاقیوں بلکہ اسکے جرائم کی نہ صرف تاویل کی جاتی ہے۔ بلکہ

انکو شرک سمجھا جاتا ہے.... ایسے لٹریچر کا جو بڑا اثر سادہ لوحوں پر پڑتا ہے اسکے نتائج سے کون آگاہ نہیں"

یہ دوسری وجہ ہے اقبال اور آجکل کے صوفیوں کے درمیان جنگ کی۔ جب اسرار خودی شائع ہوئی۔ تو بعض صوفی پیر

جنہیں روحانیت باطنہ کی پابندی اور شریعت حقہ سے ناواقفیت کی نمائندگی کا شرف حاصل تھا۔ اقبال کے خلاف

کمربستہ ہوگئے۔ اقبال نے کہا! — شیخ در عشق بتان اسلام باخت + رشتۂ تسبیح از زنار ساخت

پیرہا پیر از بیاض مو شدند + سخرہ بہر کودکان کو شدند + دل ز نقش لا الہ بیگانہ + از صنمہائے ہوس بتخانہ

می شود ہر مو درازے خرقہ پوش + آہ ازیں سوداگران دین فروش + با مریدان روز و شب اندر سفر + از ضرورتہای ملت بے خبر

دیدہا بے نور مثل نرگس اند + سینہ ہا از دولت دل مفلس اند + واعظان ہم صوفیان منصب پرست + اعتبار ملت بیضا شکست

واعظ ما چشم بر بتخانہ دوخت + مفتی دین مبین فتوی فروخت + چیست یاران بعد ازیں تدبیر ما + رخ سوئے میخانہ دارد پیر ما

صوفی پیر سے نہ "اسرار" سے شاد کر کھینچ دو۔ یہ مسلمانوں کو خرابی مادیت کی تعلیم دیتا ہے"۔ اقبال کی آواز سن کر وہ متعجب

بلند مقاصد کی دین "وہ جاہل اور بے تمیز غلط"۔ خدا کی شان کہ لوگ افلاطونی اور سم اوستی مجھے مغربی مادیت کا

شائع کرنے والا خیال کرتے ہیں" — آج ہندوستان کے مسلمانوں کا سب سے اہم ترین سوال مسئلہ وطنیت ہے

اسلام قومیت و مکانی سے آزاد ہے۔ اور وطنیت لیتہ محدود جہات ہے۔ اقبال جب اپنے آگے اسلام اور وطن کے درمیان لکیر کھینچتا

ہے تو اسکی شاعری ان خیالات کی تصویر ہے جو آج ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں گذر رہے ہیں۔ وہ معیار وطن کو

جرم گردانتا ہے۔ اور اسے مقام رہبانیت کے خیال کا باغی قرار دیتا ہے۔ اقبال اس فلاسفی کو جو دورِ طعن تراشی

جنگ عظیم انسان کی خیرہ کر دیا ہے اسے یہی کہ ابھی اقتباس الملوک شناخت ہوگا لا یحتمل ہی ... کی

تعلیم دانتے اور مادی تعلیم کی ... اقبال ... عیب ... جمعیت الاقوام میں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

قائم ہونے میں منتج ہوئی — اقبال نہیں کہتا کہ اسلام مملکت کی چار دیواری میں قید ہو کر گھٹ گیا
اقبال کی سیاست اخوت پر مبنی ہے۔ نہ کہ خود غرضی پر۔ مذہب سیاسی زندگی کا حقیقی نگہبان ہے وطن یا ملک ایک
اور جغرافیائی چیز ہے۔ تاریخ حوادث و واقعات اسکے حدود اور نصب العین کو متواتر بدلتے رہتے ہیں اسکی صفات عارضی
ہوتی ہے۔ اور وہ چند صدیوں سے بھی ایک نہج پر قائم نہیں رہتا۔ اقبال کی روحانیت عالمگیر مذہبی ہے۔ خدائی ہے۔ اور
اور ابدی ہے۔ مگر باایں ہمہ اقبال یہ نہیں کہتا کہ حب وطن حب الایمان کی نقیض ہے کل میں جزو ہوتا ہے عالمگیر اخوت میں
حب وطن پوشیدہ ہے۔ اسلئے میاں صاحب کے وائٹ پیپر دولت ان میں اسلامیت محض اور وطنیت اور دونوں اکائیوں کی
ایک ہی منزل کی طرف رہنمائی کرنے میں اگرچہ راہیں الگ الگ ہیں — (رموز بیخودی ص ۱۰۵)

جوہر ما با مقامی بستہ نیست + بادۂ تندش بجامی بستہ نیست + ہندی و چینی سفال جام ماست + رومی و شامی گل اندام ماست
قلب ما از ہند و روم و شام نیست + مرز و بوم او بجز اسلام نیست + زانکہ ما از سینہ جان گم کردہ ایم + خویش را در خاکدان گم کردہ ایم
مسلم استی دل بہ اقلیمی مبند + گم مشو اندر جہان چون و چند + می نگنجد مسلم اندر مرز و بوم + در دل او یاوہ گردد شام و روم
عقدۂ قومیت مسلم کشود + از وطن آقای ما ہجرت نمود + حکمتش یک ملت گیتی نورد + بر اساس کلمہ تعمیر کرد
تا ز بخشش ہای آن سلطان دین + مسجد ما شد ہمہ روی زمین + آنکہ در قرآن خدا او را ستود + آنکہ حفظ جان او موعود بود
دشمنان بی دست و پا از ہیبتش + لرزہ بر تن از شکوہ فطرتش + پس چرا از مسکن آبا گریخت + تو گمان داری کہ از اعدا گریخت
قصہ گویان حق ز ما پوشیدہ اند + معنی ہجرت غلط فہمیدہ اند + ہجرت آئین حیات مسلم است + این ز اسباب ثبات مسلم است
صورت ماہی بہ بحر آباد شو + یعنی از قید مقام آزاد شو + از قرینہ عمر تو بیشیار نیستی + وہ قند از رہ دور بیشیار باشی

در حقیقت اقبال میں مذہبیت عالمگیر مطالعہ اور عمیق جذبہ حب الوطنی کا امتزاج کامل ہے فرق صرف یہ ہے۔ کہ انکا سیاسی مطمح نظر اسکے بلند مذہبی نصب العین کے ماتحت ہے۔ سیاسی نکتہ خیال اور مذہبی مقصود نظر کے امتزاج نے انکے سیاسی فلسفہ کو ایک نئی حیثیت دی ہے —

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

فریڈرک نٹشے کے خیال میں فن کی دو شکلیں ہیں۔ ایک اپولانی دوسری ڈائیونیسی۔ اپولانی پُرسکون اور سنجیدہ تفکر ہے۔ ڈائیونیسی طوفان اور ہیجان کا دوسرا نام ہے۔ نٹشے کا "ارشادات زرتشت" جو عہدِ حاضر جرمنی کا شاہکار ہے۔ جہاں تک اپنے موضوع اور طرز تحریر ڈائیونیسی ہے۔ اسرار خودی اور رموز بیخودی بھی جو دونوں اسلام کی حیات ثانیہ کی نشانات ہیں۔ اور اسی قبیل سے ہیں۔ کیا اقبال نٹشے کا زیر اثر ہے؟ میرا جواب اثبات میں ہے۔ اگرچہ وہ ہمیشہ مستعار چیز کو جلا دے کر اپنی اور عجیب چیز بنا دیتا ہے۔ نٹشے میں اسکے ماخذ حکایت الماس کی زغال سے دیکھے جا سکتے ہیں جو تصنیف مندرجہ بالا کی حکایت ۲۹ "پتھر اور کوئلہ" سے ماخوذ ہے۔ مگر چونکہ اقبال نٹشے سے بزرگتر شاعر ہے اسنے پتھر کی طرح کاٹا اور صیقل کیا ہے کہ الماس انکا اپنا بن گیا ہے — نٹشے کی طرح اقبال بھی حریت و خطرہ کا حامی ہے اپنے جوانوں کو مقابلہ کرنے کی جرأت سے سرافراز کیا ہے۔ اسکی حیات افروز منصوبوں کا حیرت انگیز اثر ہوا ہے اور شاندار مستقبل کا پتہ دیتا ہے "میں اسطرح مرد و عورت کو چاہتا ہوں۔ ایک جنگ کے قابل اور دوسری امومت کے لائق" نٹشے

اقبال کے نزدیک امومت کے ہم معنی ہے —— سیرت فرزندان از امہات + جوہر صدق و صفا از امہات

رموز بیخودی

مزرع تسلیم را حاصل بتول + مادران را اسوۂ کامل بتول + گریہ ہائے او ز بالین بے نیاز + گوہر افشاندے بداماں نماز

اشک او برچید جبریل از زمیں + ہمچو شبنم ریخت بر عرش بریں + رشتۂ آئین حق زنجیر پاست + پاس فرمان جناب مصطفیٰ است

ورنہ گرد تربتش گردیدمے + سجدہ ہا بر خاک او پاشیدمے + "اے لوگو ڈرو خدا سے جسنے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور تمہارا جوڑا پیدا کیا اور پھیلائے دونوں سے کئی مرد اور عورتیں پیدا کیں" (قرآن حکیم)

نغمہ خیزد از زخمۂ زن ساز مرد + از نیاز او دو بالا ناز مرد + پوشش عریانی مردان زن است + حسن دلجو عشق را پیراہن است

آنکہ نازد بر وجودش کائنات + ذکر او فرمود با طیب و صلوٰۃ + مسلمے کو مادری را وحشت است + واگہ او را با نبوت نسبت است

از امومت گرم رفتار حیات + از امومت کشف اسرار حیات + آں نہال خوش بہ آغوش [illegible] پیکرے + خانہ پرورد [illegible] عشق [illegible]

فکر او از [illegible] + [illegible] + [illegible] گسیخت + تا ز چشمش عشوہ [illegible]

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust.

چشم

شوخ چشم و فتنہ زا آزادیش + از حیا نا آشنا آزادیش + علم او بار امومت بر نتافت + بر سر شامش یکی اختر نتافت

این گل از بستان ما نارستہ بہ + داغش از دامان ملت شستہ بہ + (از خود رسول ص ۲۰) اور نسائیت کیلئے اسوۂ حسنہ حضرت فاطمہ زہرا ہیں

وہ دختِ رسول ہیں - بتولِ علی اور امّ الحسنین ___ جبتک عورت پر اُنکی نظر ہے - تو وہ اس پر خاتون جنت

دیکھتا ہے - حضرت فاطمہ کی آنکھیں دن رات اپنی اولاد کو دیکھتی ہیں اور آلام دنیا پر بارش ضیا و نور کرتی ہیں

عفت و عصمت مستورات کی بنیادی پتھر ہے - جس پر مذہب سیاست کی دیواریں قائم ہیں - آج کل کی ناکام

آزاد عورت جو اُمت محمد و خاندان میں لیتی دیکھتی ہے سلطنت کے زوال اور مذہب کے ادبار کی نشانی ہے اقبال نے ایک

نہایت اہم سوال کو چھیڑا - مگر اس نوعی بحث کو حل دینے سے احتراز کیا - اور اسکے چند پہلوؤں کو منظر عام پر

لانے کی بجائے خاموشی اختیار کرلی - بہت بہتر ہوتا اگر وہ نسائیت کے بعض مسائل کی توضیح کردیں یعنی

مرد اور عورت کے لئے غیر مساوی شرائط نکاح یا پھر فقہائے قدیم کے اصولوں کی کڑی منطق اور دلائل پیش کرتے -

اقبال بعض معاملات میں رسمو کی مانند ہے - وہ چاہتا ہے کہ پھر سے عہد نبوی کے شاندار شب و روز آجائیں اسکے

تمام خیالات اسی خواب کی تعبیر ہیں - رسمو فطرت کیطرف جانا چاہتا ہے اقبال دشتِ حجاز پر فدا ہوا ہے - اسکا

دل دکھتا ہے جب وہ دیکھتا ہے - کہ مسلمان تہذیب جاہرہ کے تصنع اور چمک دمک سے متاثر ہوچکے ہیں جسمیں ساختگی اور

نمایش کے سوا کچھ نہیں - اسلامی روایات عربی ہیں اسلئے انہیں اپنے شریفانہ جذبات اور قدرتی فطانت کو

برقرار رکھنا چاہئے - یورپ کی نقل کیطرح سود مند نہیں ہوسکتی، جب کہ ایرانی اوضاع و اطوار نے ماضی میں کچھ فائدہ نہیں

پہنچایا - غیر ملکی خیالات کا مطالعہ اچھا ہے اور غلامانہ تقلید ہر ایک قسم کیلئے مہلک ثابت ہوا ہے ___ -

فکر صالح در ادب می بایدت + رجعتی سوی عرب می بایدت + دل بہ سلمای عرب باید سپرد + تا دمد صبح حجاز از شام کرد

در چمن زار عجم گل چیدۂ + نو بہار هند و ایران دیدۂ + اندکی از گرمی صحرا بخور + بادۂ دیرینہ از خرما بخور

سر یکی اندر بر گرمش بنہ + تن دمی با صرصر گرمش بدہ +

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

رموز بیخودی ص ۱۶۶

تا شعار مصطفیٰ از دست رفت + قوم را رمز بقا از دست رفت + آن نہال سربلند و استوار + مسلم صحرائی اشتر سوار

آنکہ کشت شیر را چون گوسفند + گشت از پامال موری دردمند + آنکہ عزمش کوہ را کاہ شمرد + با توکل دست و پائے خود سپرد

کوشش او با قفا عشق ساز کرد + تا بہ کشکول گدائی ناز کرد + قلعہ دین حرف حق گردان ہوی + با غریبی در ساز تا مسلم شوی

لیکن مسلم ہو سانی ان پرانی روایات پر کیف ہم لیا کی ہے۔ "تاریخ قوم کے لئے وہی کام دیتی ہے جو حافظہ فرد کیلئے"۔ مسلمانوں کی

تمام حیات ماضی لئے تمام محسوسات و مرغوبات، عزائم اور کامیابیاں اس دن سے جب انہیں میں قومی اور ملی زندگی کا

احساس ہوا۔ اوراق تواریخ میں غیرفانی طور پر محفوظ ہیں۔ اور تاریخ کو اپنے ایک دیوان پایئے سے

چیست تاریخ ای ز خود بیگانہ + داستانی قصہ پارینہ + این ترا از خویشتن آگہ کند + آشنای کار و مرد رہ کند

روح را سرمایہ تاب است این + جسم ملت را چو اعصاب است این + ہمچو خنجر بر فسانت می زند + باز بر روی جہانت می زند

شمع او بخت امم را کوکب است + روشن از وی امشب و ہم دیشب است + چشم پرکاری کہ بیند رفتہ را + پیش تو باز آفریند رفتہ را

ضبط کن تاریخ را پایندہ شو + از نفسہای رمیدہ زندہ شو + سر زند از ماضی تو حال تو + خیزد از حال تو استقبال تو

مشکن ار خواہی حیات لازوال + رشتہ ماضی ز استقبال و حال + موج ادراک تسلسل زندگی است + می کشان را شور قلقل زندگی است

زندگی کو سادہ بناؤ۔ اس میں جھوٹ تصنع، نفرت داورانہ خیالات اور غیر مخلصانہ و خود غرضانہ خواہشات کا گذر نہ ہو۔ اخلاقی

دماغی اور سیاسی بزدلی جو آج مسلم کی انفرادی حیثیت کی جڑیں کاٹ رہی ہے۔ اسے دور کرو۔ اس کے معنی

رجعت قہقری نہیں صحیح کا کام ماضی کے شاندار عہد کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ اس سے مراد سادہ اخلاقی زندگی پر ایک جرأت مندانہ

اور عرب کی شجاعانہ جانبازی کے ذریعہ مسلمانوں میں مذہبی عصبیت پیدا کرنا کہ لگے دلوں کا شعار ہے۔ اقبال کا مقصد یہ ہے

کہ ہر طرح کی بزدلی کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں۔ جب متنفروں کا یہ کلام ہر جگہ سمجھ میں آجائیگا۔ تو تمام اسلامی دنیا میں

وہ لہر جاگی۔ جس کا نتیجہ نہایت شاندار ہے۔ اقبال ایک پیغامبر ہے اور اسلام کا شاندار اور پر عظمت ماضی مستقبل میں

اسکی محاورت کا نظارہ کرتا ہے۔ گو وہ مستقبل ابھی ہے۔ جیسے کہ ہر طرف دھند چھائی ہے۔ اگرچہ دھند گہری نہیں۔

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

بعض دفعہ اس ملک میں یہ سوال پوچھا جاتا ہے۔ کہ آخر مثنویوں کو اردو کی بجائے فارسی میں لکھنے سے کیا فائدہ۔ شہرت کا

اقبال ان لوگوں میں سے ہے۔ جو گاہے گاہے ایک مقصد اور ایک پیغام ساتھ لے کر منصۂ شہود پر آتے ہیں۔ انکا پیغام تمام دنیا کی

اصلاح کیلئے ہے۔ انکی مثنویاں بچوں کے مدارس میں سعدی کی گلستاں اور دیگر کتابیں طہران قاہرہ قازان استنبول

مدینہ اور مکہ کے جامع مسجدوں کے منبروں پر مثنوی مولانا روم کی جگہ استعمال کئے جاتے ہیں

مثنویاں بحر رمل مسدس مقصور میں لکھی گئی ہیں۔ بحر رمل میں یہ تبدیلی غزل اور مثنوی میں ہوئی۔ اول ہے مثنوی معنوی بھی

اسی بحر میں ہے۔ پہلی مثنوی اسرار خودی زیادہ حقیقی ہے۔ دوسری رموز بیخودی زیادہ تخیلی۔ رموز میں اگر تھوڑی سی

حکایتیں اور ہو جاتیں تو دماغ پر اسکی بھی وہی حقیقی گرفت ہوتی جو اسرار کی ہے۔ یہ کمی رموز کے نصف آخر میں

خصوصاً بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے اور یہ کوئی ایسا نقص نہیں جو مصنف دور نہیں کر سکتا۔

اقبال نے فارسی ادبیات کے جھوٹے اور مصنوعی ادب المتاخرین سے اصل ادب القدما کی طرف رہنمائی کر دی ہے۔ صائب

کے بعد کے شعراء جدید دور میں کی ایک غیر شعوری اور مدہم سی گونج رہ گئے تھے۔ اقبال کا پھر سے اساتذہ قدیم کی روش اختیار کرنا

اس وجہ سے ہے کہ وہ بیدل اور اسکے متبعین کی شاعری کے خلاف ہے جو انگلیں پردوں میں پیش ہوتی ہے جسمیں حسن اور کشش

تو ہے۔ مگر قوت عمل نہیں۔ انکا طرز تحریر مولانا روم کا ہے۔ لیکن الفاظ ایسے ہیں جیسے کسی مرصع تلوار کے دستہ میں موتی جڑے ہوں

گو باوجود اپنے اس عظیم انسان پیشرو کی تقلید کے اقبال یقیناً بیسویں صدی کی پیداوار ہے۔ نو بیدار مشرق کی روح ایک

ترجمان کی ضرورت محسوس کر رہی تھی۔ اور اقبال کی شاعری نے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ اسنے ایرانی شاعری کی

دافانیدہ رگوں میں خون تازہ دوڑا دیا ہے۔ اور حسن صوری کے ساتھ قوت معنوی کے مسئلہ کو حل کر دیا ہے۔ مثنویوں کی زبان پر جوش و

شوکت ہے۔ لیکن اسی مردانگی کے باوجود اسمیں لوچ اور لچک ہے۔ اب جبکہ فارسی زبان خود اپنے وطن میں اسقدر پژمردہ

ہوگئی ہے اقبال اسکے شباب کی یاد دلاتا ہے۔ فارسی ادب ایک خطرناک دور سے گذر رہا ہے۔ ایک طرف جب ایران میں

ادبی انحطاط نمایاں ہے دوسری طرف ایک سعدی نے اپنے عصا سے جہان کو خیر باد کہہ دی ہے۔ ادھر ایک نیا گروہ

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

پیام — جو بنی اسرائیل کے بارہ چشموں سے کسطرح کم ہیں — مالک ۱۹۰ م اب ۲۷ ثمرہ

"بتقلیم مہراج الدین لکھنؤ" - بشیر آباد سرینگر کشمیر - ۱۱ جولائی ۲۳ ء

منشی سراج الدین صاحب کے لئے سبیر مہری کی کتاب 6402/41 (مضمع اور شاعر) اور (اسرار خودی) سے لیگئی — قیراطی ۱۹ دارا ب — 20 4/46 —

۱۰۵ اشعار جو "اسرار خودی" میں حافظ شیراز کے خلاف لکھے گئے تھے اور عوام کو انکے ہر لحیہ کے ایڈیشنوں سے خارج کر دئے گئے — صفحہ ۶۶ تا ۷۲

هوشیار از حافظ صهبا گسار / جامش از زهر اجل سرمایه دار

نیست غیر از باده در بازار او / از دو جام آشفته شد دستار او

مفتی اقلیم او صهبا بدوش / محتسب ممنون پیر می فروش

در مزاج عیش او مستی کمالے / از خم جان در دی یا در گلے

چون جرس صد ناله رسوا کشید / عیش هم در منزل جانان ندید

تخم نخل آه در کهسار کاشت / طاقت پیکار با خسرو نداشت

انگهان مست شراب پندار رفت / [illegible] ذوق خواجگی است

لاحقیقت میخوارگان / آن امام امت بیچارگان

دم با شهانی از زهراب دلش / چشم او غارتگر شهراب دلش

از بر خوبان رمیں زیر کسر آمیخت / پردهٔ محودش حجاب اکبر است

بگذر از جامش که در صهبای خویش / چون مریدان حسن دارد حشیش

ناوک انداز که تا از دل میرد / جادوی او [illegible]

رهن ساقی خرقهٔ پرهیز او / می علاج هول رستاخیز او

چون خراب از باده گلگون شود / مایه دار حشمت قارون شود

طوف ساغر کرد مثل رنگ مے / خواهشت جمعی او رباب چنگ و نے

وقت و شغل ساغر و ساقی گذاشت / بزم رندان در شب باقی گذاشت

در محبت پیر و خرقه بجد / بر لبانه شعلهٔ خورشید بجد

مسلم دیدار او زنار دار / رخنه اندر عیش از خرکانده

"دعوی او بهشت غیر از خال است" / "دیده او گویا او جو حامی تخیل"

گوسفند است و نوا آموخت است / عشوه و ناز و ادا آموخته است

ضعف را نام توانائی دهد / ساز او اقوام را اغوا کند

نغمهٔ چنگش دلیل انحطاط / هاتف او جبرئیل انحطاط

از تخیل خیمه پیدا کند / حور را در نیستی پیدا کند

ما بگلزارے که دارد زیر لب / صهبو ها اهل بے اهد کواب

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

عشق با سحر نگاهش چو کشی است
این همی مکر خودی مرکب حیات
دشیانی گیرد ز انجم خوشه
غیرت باد خنده بر خود زند
این شعل خوان زندگی از ما . الحود

گشتنش مشکل که این خانگی است .
آن لبان را آب گنا باد ماند
چشم آن از اشک داود نوشته
گسیت بر حقیقت الماس دی زند
جام او شان چمی از ما زلحود .

حافظ جادو بیان شیرازی است .
ای قتیل همت مردانه
روز محشر رحم اگر گوید بگیر
باده زن با عرفی هنگامه خیز
محفل او دو چند ابرار نیست .

عرفی آتش زبان شیرازی است
آن لاز جز زندگی بیگانه
عرفیا خود دیگر خود را دو حرید
زنده؟ از صحبت حافظ گریز
ساغر او قابل احرار نیست

بی‌نیاز از محفل حافظ گذر
الحذر از گوسفندان الحذر

از گفته ابرار خودی مکر خنثی
سر اخراد ما لعل مرده

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

نقل از رسالہ "شاعر" بمبئی
ماہ نومبر ۱۹۵۱

فیض الرحمن اعظمی

"اقبال کا تصورِ عشق"

ایک ناقد کے لئے اقبال کی شاعری پر کچھ لکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اقبال کی شخصیت کی طرح انکی شاعری میں بہت سے مختلف عناصر اکٹھا ہو گئے ہیں۔ جو زندگی کو آگے کی طرف بڑھاتے ہیں۔ اور کبھی باہم متضاد نظر آتے ہیں۔ اقبال پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور آئندہ بہت کچھ لکھا جائیگا لیکن ابھی تک زیادہ تر انکی مدح سرائی کی گئی ہے۔ نقاد یا تو اقبال کی زبردست شخصیت سے مرعوب ہو کر رہ گئے ہیں یا پھر انکو راز دارِ فطرت سمجھ کر ان پر حرف لکھنا گناہ سمجھتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اقبال کے مکاتیب کا جو مجموعہ شائع ہوا تھا۔ اور جو انکی شخصیت کے تنوع کو ظاہر کرنے میں بہت حد تک مدد دیتا تھا محض اس وجہ سے اسکی اشاعت روک دی گئی۔ کہ اسمیں بعض خدایانِ ادب کو ایسی چیزیں بھی نظر آئیں جو اقبال جیسے بزرگ اور راز دارِ فطرت کے خلاف تھیں حالانکہ اقبال انسان تھے۔ فرشتہ نہ تھے اور انکی ذہنی انسانی کمزوریاں انھیں سمجھنے کیلئے اور زیادہ ضروری ہیں۔

اقبال کی شاعرانہ عظمت مسلّم لیکن اب ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ انکے کلام کا غور سے مطالعہ کیا جائے اور اسے صحیح تنقیدی معیار پر پرکھا جائے۔ بقول احتشام حسین ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ذہنی بیداری کے ساتھ اقبال کے فلسفہ خودی، فلسفہ حیات کا جائزہ لیں اور جرات کے ساتھ وہاں انگلی رکھ دیں جہاں اقبال کی رہنمائی غلط ہے۔

اقبال کے اندر بہت واضح نظریاتی تضاد نظر آتا ہے۔ وہ داخلیت اور تصوریت کو مادیت سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں گو انکی عینیت داخلی تجربے کی بجائے زیادہ تر خارجی ہوتی ہے۔ انہوں نے حقائق اشیاء پر جو غور کیا ہے اس سے وہ خیال کی دنیا میں پہنچ جاتے ہیں۔ اور انکا شعور داخلیت کی گرفت میں آ جاتا ہے۔ اقبال کا یہ خیال کہ زندگی کے حقائق کی تہہ تک اسی وقت پہنچا جا سکتا ہے جب چشمِ دل وا ہو۔ تصوریت اور عینیت کا حامل ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال خیال کو مادہ سے پہلے جگہ دیتے ہیں۔ انکا یہ خیال کہ جب تک اندرونی طور پر انقلاب نہ ہو یعنی روح اور قلب میں کوئی انقلاب اور تغیر نہ ہو۔ مادی انقلاب ممکن ہی نہیں اور اگر ممکن بھی ہے۔ تو دیرپا نہیں ہو سکتا۔ اسکے لئے وہ قلب کی تہذیب کو پیش کرتے ہیں۔ اور اسکے مقابلہ میں اصلاحی یا مجددانہ صفحات الٹتے ہیں حالانکہ آج یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ خیال سراسر مادہ کے تابع ہے۔ حسن خدا نہیں بلکہ مادہ ہے۔ مقدمہ شعر و شاعری میں شاید اردو ادب میں حالی ہی کی پہلی آواز تھی جس نے خیال کو مادہ کے تابع ٹھہرا کر اپنے فن کی اساس اسی پر رکھی۔ ذرائع پیداوار۔ یا یہ کہئے کہ معاشی اور پھر معاشرتی اور سماجی انقلاب کے بعد ہی روح اور قلب میں انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ آج یہ خیال فکر و نظر کیلئے وسعت کے نئے دروازے کھولتا ہے ——— اقبال کا فلسفہ خودی انکے مابعد الطبیعاتی نظریات انکا فلسفہ عمل فلسفہ الٰہیات، جبر و اختیار کے رموز، حیات اور موت کی کشمکش یہ سب چیزیں انکی شاعری کے اندر نظر اور عمل کے افتراق کو ظاہر کرتی ہیں۔ اقبال کے طالب علم کو بڑی مشکل پیش آتی ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اقبال نہ صرف علم مادی حقائق کے محض قائل ہی نہیں بلکہ اسے زندگی کو آگے لے جانے میں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

ہمدردیاں بھی خیال کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اسکے لغویاتی لحاظ سے انہوں نے اکثر و بیشتر اپنے زمانے کے انگریزی شعراء پر برتری پائی ہیں - وہ مساوات اور اخوت کے علمبردار ہیں - اور سرمایہ داری کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں۔ لیکن باوجود اسکے وہ کبھی کھلم کھلا اس طاقت کا ساتھ نہیں دیتے جو اسکا استقبال کرنا چاہتی ہے۔ (یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مساوات اور اخوت کا تصور ہر زمانے میں بدلتا رہا ہے) اب اقبال کے انہی اشعار کے بارے میں کیا کہینگے۔

گاہ مری نگاہ تیز چیر گئی دل وجود - گاہ الجھ کے رہ گئی میرے توہمات میں + مقام عقل سے آسان گذر گیا اقبال + مقام شوق میں کھویا گیا وہ فرزانہ

مختصر یہ کہ اقبال کے کلام میں بہت تضاد ملتا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ زندگی کو آگے کی طرف بڑھاتے ہیں۔ انکی شاعری بہت سی نئی قدروں سے ہمکنار ہے۔ سجاد ظہیر کا یہ خیال کہ اقبال مجموعی طور پر ترقی پسند ہیں۔ بہت حد تک صحیح ہے - انکی شاعری میں بے پناہ طاقت اور غیر معمولی حسن ہے۔ انکا انسانی عظمت میں یقین ذاتی عمل کیلئے ایک ترغیب اور مساوات، اخوت اور انسانی برادری کی تعلیم یہ سب باتیں آج بھی ہمارے لئے عمل کیلئے کافی تسلی اور ایک بہت بڑی طاقت ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم انکی جاندار ادبی روایات کا احترام کریں اور انہیں آگے کی طرف بڑھائیں ——

اقبال شاعر عمل ہیں۔ گو یہ دوسری بات ہے کہ وہ جس قسم کی عملی تعلیم دیتے ہیں وہ ممکن العمل ہے بھی یا نہیں۔ لیکن یہ چیز واضح اور صاف ہے کہ وہ ادب اور آرٹ کو زندگی کا تابع خیال کرتے ہیں۔ انکا عقیدہ تھا کہ ادب کو زندگی کا نقاد اور ساتھ ہی ساتھ رہنما بھی ہونا چاہئے۔ انکا آرٹ ادب برائے ادب جامد نہیں۔ بلکہ وہ زندگی کے ساتھ دوڑتا ہے۔ اور زندگی جتنی متنوع ہے۔ جتنی ٹیڑھی میڑھی ہے۔ اسمیں کشمکش ہے ردعمل اور لاتعداد متضاد رجحانات ایک دوسرے کو قطع و برید کرتے ہوئے آگے نکل گئے ہیں۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اقبال کی شاعری بھی زندگی کی طرح سیدھی سادی نہیں بلکہ پُر پیچ ہے۔ لیکن مجموعی طور پر وہ آگے بڑھتی ہے اور نئے تجربات سے ہمکنار ہوتی ہے۔ زندگی کے کوزہ گر وہ فن کو "سودائے خام" سمجھتے ہیں - دیکھئے کہتے ہیں

"اے میان کیسہ ات نقد سخن - بر عیار زندگی او را بزن" —— "دلبری بے قاہری جادوگری ست —— دلبری با قاہری پیغمبری ست"

اور پھر اپنے شاعرانہ آرٹ کے متعلق حکم صادر کرتے ہیں: "نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست + سوئے قطار میکشم ناقۂ بے زمام را"

اب اس سے صاف ظاہر ہو گیا ہوگا۔ کہ اقبال کا نظریہ ادب اور آرٹ کیا تھا۔ اب آئیے اصل موضوع سخن کی طرف رجوع کریں۔

اقبال کے تصور عشق کو سمجھنے کیلئے بنیادی طور پر انکے فلسفہ خودی کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اسلئے کہ اقبال کے نزدیک خودی ہی اصل جوہر عشق ہے "جوہر زندگی ہے عشق جوہر عشق ہے خودی" —— یہاں ہم خودی کے متعلق چند بنیادی باتیں عرض کرینگے۔

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

اقبال کے نزدیک خودی وہ محور ہے جس کے گرد زندگی پوری وسعت کے ساتھ گھومتی ہے - یہ ایک مرکز دائرہ ہے - جہاں کوئی کنارہ ہی نہیں اس کے

حصول کیلئے تین مراحل سے گذرنا پڑتا ہے - اطاعت، ضبط نفس، اور نیابت الٰہی ۔۔۔ اطاعت کی منزل سے گذرنا لابد ہے گو اس میں کبھی کبھی

بڑے خطرناک امکانات چھپے ہوتے ہیں - ضبط نفس کی منزل آتی ہے - ضبط نفس اطاعت کے لئے بہت ضروری ہے - ورنہ انسان بھی گمراہی

خطرات میں [illegible] جب انسان دو منزلوں سے صحیح و سالم گذر لیتا ہے - تو نیابت الٰہی کی منزل آتی ہے یہی وہ منزل ہے جہاں انسان اپنے کو اقبال کے

نزدیک آدمی مرد کامل (مرد مومن) بن جاتا ہے - اور خودی کی اصل بلندیوں اور عظمتوں کو پا لیتا ہے - یہاں ہم یہ نہیں دیکھتا ہے کہ

مرد کامل کی منزل تک پہنچنے میں فاشزم اور انتشار کی جڑیں بھی پھوٹنے لگتی ہیں - بلکہ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے - کہ خودی کے حصول کیلئے اقبال

عشق کو کونسا درجہ دیتے ہیں - یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ خودی تک یا پھر خدا تک پہنچنے میں جذبہ عشق سب سے بڑا عنصر ہے - برگساں کی طرح اقبال

عشق کو کوئی جامد قدر نہیں مانتے بلکہ اسے زندگی کو آگے بڑھانے میں ممد و معاون سمجھتے ہیں - عشق حرکت حیات ہے - جو روح کی

اور اس کے [illegible] کو طاقت اور توانائی بخشتی ہے - اور اسے نئی قدروں اور تجربوں سے ہمکنار کرتی ہے - اور یہی وجہ ہے اقبال نے بڑی خوبصورتی سے کہا ہے

"تیشہ اگر بسنگ زد این چہ مقام گفتگو است - عشق بدوش می‌کشد این ہمہ کوہسار را" ۔۔۔ اقبال کے نزدیک یہ ہر اس آدمی کے نزدیک ہے جسے روحانی

طاقتیں اور عشق کے تجربات حاصل ہوں - یہ کوئی غیر فطری یا محیر العقول چیز نہیں - آئیے ذرا ہم عشق کو اور وسیع اور فلسفیانہ نقطۂ نظر سے دیکھیں

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

مادہ تاریخ :- از اصحاب ... سال ... کالونی ... سعید

(۱) جلوس صدر (۲) استعمال از استعمالیہ کمیٹی (۳) شکوری خان عبد الغفار و ...

(۴) عبد الغفار خان کی ... (۵) مجلس استقبالیہ کا ... (۶) خطبہ صدارت

خاقانی :- ... مدینہ ... دین ...

جامی :- در لفظ مدینہ بنگر ز اعجاز ... سہ شق شدہ دگر ... دین را بمیان

... مدینہ ... سہ شق ... دین ...

بقول مولوی عشق اللہ صاحب از جامی

در روایت ... ... اجرت

از سحابی —

ای در جہد مدینہ جمعیت شدہ جان

دین تو گرفتہ تا قاف تا قاف جہان

در لفظ مدینہ بین گر اعجاز تو چون

سہ شق شدہ دگر ہم دین را بمیان

(۱۴۵)

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

درختے کہ تلخ است او را سرشت + اگر بنشانی بباغ بہشت
ور از جوی خلدش بہنگام آب + بہ بیخ انگبیں ریزی و شہد ناب
سرانجام گوہر بکار آورد + ہماں میوۂ تلخ بار آورد

اگر بیضۂ زاغ ظلمت سرشت + نہی زیر طاؤس باغ بہشت
بہنگام آں بیضہ پروردنش + ز انجیر جنت دہی ارزنش
دہی آبش از چشمۂ سلسبیل + دراں بیضہ گردم دمد جبرئیل
ہماں آورد بیضۂ زاغ زاغ
برد رنج بیہودہ طاؤس باغ

چو با جد نیا وردہ جوہر بلور + برد گرگنی لستہ قیمت برد
گرہ درگرہ درخذ پریشاں + نہادہ بالمانیش در میاں
بہ تعریف الفاظش افتادہ دُر + بحرف بہالیش دہاں کردہ پُر
چو گردید پُر جوہری جلوہ گر
ہماں ابجد کردہ خاکش بسر

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

سلمان

خواهم شبکی چنانکه تو دانی و من + بزمی در آن بزم تو و امانی و من

من بهر بستر ترا بخوابانم و تو + آن نرگس مست را بخوابانی و من

سعید

یار آمد و دوش کرد حسن بهانی + هر چیش گفتم نکرد نافرمانی

رو خورده بخفت مست در را بستم + وانگاه با و چه کرده باشم دانی

مست در بستر من افتد و زمان داند + حالتی هست که در بستر پهلو افتد

طباطبائی کاشی:- ص ۳۵

بوسی اگر از لبت ربودیم چه شد + ور دست بر اندام تو سودیم چه شد

خود را بکشی اگر ز حرم شنوی + این شب که من و تو مست بودیم چه شد

اهلی شیرازی:- برنگ دیگر۔

خوش آنکه مست شوی تا بهانه برخیزد

تو باشی و من و شرم از میانه برخیزد

صهبا ص ۳۸۵

نشنیں بخلوتی که خوری باده با رقیب

حشا از خدای بی خبری و ز خدا رقیب!

(147)

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

This copy belongs to
Gh. Mohd. Farooq ...
III Middle class Section
Islamia High School

we may ...
assured ...

148

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust

CC-0. INTACH Kashmir. Digitized by eGangotri Trust